عزت

فاطمہ اے ایم خان

"رات کے دو بج گئے۔"روشانے نے بے چینی سے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔

"تو؟"

""تو یہ کہ لائٹ بند کرو اور سو جاؤ، تہجّد کیلئے نہیں اٹھنا؟"

"میں پڑھ چکی ہوں، وقت ہو چلا ہے، تم بھی اٹھو اور پڑھ لو۔"

روشانے نے نیم واں آنکھوں سے زرکانے کو دیکھا اور پھر اس کے گھورنے پر اٹھ بیٹھی۔

ویسے میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ تم اتنی محنت کیوں کر رہی ہو، یہ جانتے ہوئے بھی کہ بابا تمہیں پندرہ جماعتیں پڑھا کر گھر بیٹھا دیں گے۔

نہیں روشانے، بابا مجھے گھر نہیں بیٹھائیں گے۔"زرکانے کی آواز میں اعتماد تھا"

"اچھا!! یہ بابا نے کہا ہے تم سے؟"

" نہیں۔ بابا نے نہیں کہا، مگر وہ میری خواہش سے ناواقف تو نہیں ہیں"

"خواہش؟؟ ہنہ۔۔۔اِس گھر میں ضرورتیں پوری ہوتیں ہیں وہی کافی ہے۔اِس گھر میں خواہش کرنا بے وقوفی ہے زرکانے، سراسر بے عقلوں والی بات کر رہی ہو۔"روشانے طنز کئے بغیر نہ رہ سکی۔

"اب ایسے تو نہ کہو۔"زرکانے برا مان گئی۔

"First deserve then desire.." کیا تم نے یہ نہیں سنا؟

"سنا ہے روشانے، بہت بار سنا ہے۔"

"پھر بھی خواب دیکھ رہی ہو تو تمھیں بے وقوف نہ کہوں تو اور کیا کہوں زرکانے بخت۔۔"

"تم کیا سمجھتی ہو کہ deserve میں نہیں کرتی؟۔""میں deserve کرتی ہوں اسی لئے desire کر رہی ہوں۔ میں کچھ بننا چاہتی ہوں روشانے۔ زرکانے کی آنکھوں میں خواب تھے۔"

زرکانے تم وہ شعر جانتی ہو؟۔"روشانے سوالیہ نظروں سے اُسکی طرف دیکھ رہی تھی۔"

"کونسا شعر؟"

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر

خاتونِ خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

"روشانے میں سیاست نہیں کرنے جا رہی، میں تو سیدھی سادھی M.Sc کرنا چاہ رہی ہوں۔"

"مگر زرکانے! ہم اتنا خرچ نہیں افورڈ کر سکتے۔ تم سمجھ کیوں نہیں رہی جان۔"

"خرچ تو نہیں ہو گا روشانے۔ اور اگر دانش مختار کو بابا ڈونیشن دے کر انجینئرنگ کروا سکتے ہیں، تو میں کیوں یہ خواب نہ دیکھوں؟"زرکانے اپنے خواب پر سمجھوتہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"وہ لڑکا ہے زرکانے۔"

"جانتی ہوں کہ وہ لڑکا ہے اور میں لڑکی۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے روشانے؟"

"بہت فرق پڑتا ہے، اور میں پورے دن کی تھکی ہوئی ہوں۔ اب رات کے اِس پہر تم سے بحث کرنے سے تو رہی۔ امّاں نے کہا تھا کہ زرکانے کو سمجھاؤ۔ مگر تم سمجھو تب نا۔ جب بابا کہیں گے تو پوچھنا کہ کیا فرق پڑتا ہے۔"روشانے نے چادر دور پھینکی اور وضو کرنے چلی گئی۔

زرکانے نے افسوس سے واش روم کے بند دروازہ کی طرف دیکھا، وہ ڈسٹرب ہو گئی تھی اِسی لئے نوٹس اور کتابیں بند کر کے ٹیبل پر رکھ دیئے اور بستر کی ایک طرف لیٹ گئی۔

اُس کے ذہن میں ایک ہی بات گھوم رہی تھی کہ امّاں نے روشانے سے مجھے سمجھانے کیلئے کیوں کہا، کیا میں اِسی لیے راتوں کو جاگ جاگ کر پڑھتی ہوں کہ پندرہ جماعتیں پڑھ کر گھر بیٹھ جاؤں۔ اور امّاں! وہ تو بہت اچھّے سے جانتی ہیں کہ میری خواہش کیا ہے، پھر بھی انہوں نے ایسی بات کی۔ آخر کیوں؟ سوچوں کے بھنور میں گھومتے گھومتے کب وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی کچھ پتا ہی نہیں چلا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

السلام علیکم بابا!

وعلیکم السلام! کیسی ہے میری بیٹی؟"مولوی صاحب کے اِس سوال پر وحیدہ بیگم کے گلے تک کڑواہٹ گھل گئی۔"

" الحمد اللہ! بالکل ٹھیک بابا۔ "وہ دستر خوان کے کنارے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

"اِمتحانات ہو گئے ؟"

"جی بابا۔"

"آج کچھ زیادہ دیر تک نہیں سو گئی تم؟" زرکا نے شرمندہ ہو گئی۔

"وہ دراصل بابا، امتحانات کے دنوں میں دیر تک جاگتی رہی ہوں نا تو۔۔۔"

" پھر بھی، خیر اگلی دفعہ فجر بعد سوتا نہ دیکھوں تمھیں۔ امتحانات ہو گئے ہیں تو اب اپنی ماں اور بہن کا گھر داری میں ہاتھ بٹایا کرو۔"

روشانے اپنی مسکراہٹ چھپانے میں ہلکان ہو رہی تھی، جبکہ زرکا نے شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔ مدد کیلیئے امّاں کی طرف دیکھا، تو وہ ہمیشہ کی طرح اُسے ہی صلواتیں سنانے لگیں۔

زرکانے نے چند نوالے زہر مار کیے اور روشانے کے ساتھ کچن میں چلی آئی کہ اب بابا کے حکم کے مطابق گھر کے کاموں میں امّاں کا ہاتھ بٹانا تھا، مگر اسے سمجھ میں ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ وہاں کیا کرے۔

"زرکانے کھڑی کیوں ہو؟ یہ لو لہسن اور ادرک چھیل کر پیسٹ بنالو، پھر پیاز کاٹ لینا اور آج سلاد بھی تم ہی بنانا۔" امّاں نے ٹوکری زرکانے کے ہاتھ میں تھما دی۔

"امّاں! بھائی کہاں ہے، ناشتے پر بھی نہیں آیا، کیا وہ آج انسٹی ٹیوٹ جلدی چلا گیا؟" زرکانے نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

"نہیں، وہ سو رہا ہے۔ امتحانات کے وقت جاگتا رہا ہے، آخر میرا بیٹا محنت بھی تو اتنی کر رہا ہے۔ انجینئرنگ کوئی آسان پڑھائی ہے بھلا، تھک گیا ہے امتحان کے وقت تو ابھی آرام کر رہا ہے۔" دانش کے بارے میں بات کرتے ہوئے وحیدہ بیگم کے لہجے میں یونہی دنیا کا پیار اُمڈ آتا تھا۔

"کیوں کوئی کام تھا کیا تمھیں دانش سے؟" زرکانے کے گویا آگ لگ گئی تھی۔

"اللہ نہ کرے مجھے کبھی آپکے دانش سے کوئی کام پڑے۔"

"زرکانے کیا ہوا ہے تمھے، اتنی تنتنائی کیوں ہو، تمیز بالکل ہی بھول گئی ہو کیا۔ اندازہ ہے تمھیں کس سے بات کر رہی ہو؟"

امّاں کو غضبناک ہوتا دیکھ کر روشانے آگے بڑھی۔

"امّاں آپ غصہ نہ ہوں۔ میں بات کرتی ہوں زرکانے سے، میں اُسے سمجھاتی ہوں۔"

"تم مجھ سے کیا بات کرو گی روشانے، کیا سمجھاؤ گی مجھے؟ کیا میں چھوٹی بچّی ہوں، کیا میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اِس گھر میں کیا ہو رہا ہے۔۔"

میں فجر پڑھ کر، تلاوت کر کے تھوڑی دیر کیلئے سو گئی تو امّاں بابا اتنا غصہ ہو رہے ہیں اور بھائی نہ تو نماز کیلئے اُٹھا نہ ہی وہ تلاوت کرتا ہے اور گیارہ بج گئے ابھی تک پڑا سو رہا ہے۔ یہ کونسا انصاف ہے؟ کیا اُس پر اب تک نماز فرض نہیں ہوئی۔" غصہ میں زرکانے کی آواز اُنچی ہو گئی۔

"دیکھ رہی ہو روشانے۔ یہ تم سے چھوٹی ہے اور کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہی ہے۔"

"امّاں امّاں۔۔۔ آپ غصہ نہ ہوں، میں اُسے سمجھاتی ہوں۔ آپ پلیز اپنی طبیعت خراب نہ کریں۔" امّاں کو ہانپتا دیکھ کر روشانے کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

زرکانے غصہ میں سبزی کی ٹوکری رکھ کر دروازہ کی سمت مڑی، مگر دروازہ میں ایستادہ بابا جان کو دیکھ کر سارے اوسان خطا ہو گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے زرکانے، کیا تمیز اور بڑوں کی عزّت کرنا بالکل ہی بھول گئی ہو؟"

اس سے پہلے کہ زرکانے کچھ کہتی وحیدہ بیگم آگے بڑھیں۔ "آئیں مولوی صاحب، آئیں۔ دیکھیں اپنی لاڈلی کو، اِسی دن کی وجہ سے منع کرتی تھی کہ لڑکی ہے لڑکوں کے ساتھ اسکول کالج نہ پڑھائیں۔ مگر نہیں جی، یہ تو آپ کی لاڈلی ہے نا۔ اور سونے پہ سہاگا یہ یہ اعزازات اور میڈلز جو بحث و مباحثہ میں جیت کر آتی ہے۔ سب آپکی شہ کا نتیجہ ہے، نہ ہی آپ اسے ایسے واہیات مقابلوں میں شرکت کی اجازت دیتے نہ یہ میڈلز لاتی اور نہ ہی اس کی اتنی ہمّت بڑھتی کہ۔ مگر دیکھ لیں آج آپکی لاڈلی میں کتنی ہمّت آ گئی ہی کہ اپنی ماں سے بحث کرنے کھڑی ہو گئی ہے۔" وحیدہ بیگم کہیں کی بات کہیں لے گئیں تھیں۔

"زرکانے ماں سے معافی مانگو۔"

"!مگر بابا"

"ابھی فوراً"

رہنے دیں مولوی صاحب۔ مجھے اس کی معافی اور وضاحتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ روشانے! اِس سے کہو کہ یہاں سے دفع ہو جائے، اس کی زبان درازی اور بدتمیزیوں سے تنگ آ گئی ہوں میں۔ نہ یہ میرے سامنے آیا کرے گی نہ ہی میری طبیعت خراب ہو گی

"امّی! ایسے تو نہ کہیں۔"

"روشانے اس سے کہو کہ یہاں سے چلی جائے، نہ جانے اسے میرے بیٹے سے کیا پرخاش ہے۔ ارے لوگ تو سوتیلے بھائیوں سے بھی بے انتہاء محبّت کرتے ہیں اور یہ تو سگے بھائی سے ہمیشہ مقابلہ میں کھڑی رہتی ہے۔ مولوی صاحب! آپ نے بڑی غلطی کی ہے اِسے کالج بھیج کر، آپکی لاڈلی عورت اور

مرد کی تمیز بھول بیٹھی ہے، ارے یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ عورت کی ترقی مرد کے کندھے سے کندھا ملا کر چلنے میں ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو مولوی صاحب کہ ہمیں کوئی بڑی قیمت چکانی پڑے، کوئی بڑی سزا بھگتنی پڑے۔"

زرکا نے حیرت و شاک کے عالم میں وحیدہ بیگم کو دیکھ رہی تھی کہ بات اتنی بڑی نہیں تھی کہ وہ اتنا ہائے واویلا مچائیں۔

"بس کریں وحیدہ بیگم! کیا اناپ شناپ بکیں جا رہی ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہمیں بیٹیوں کے حوالے سے کوئی ذلت دیکھنی پڑے۔ اور تم کیا کھڑی ہو، جاؤ اپنے کمرے میں، آئندہ تمھیں اُونچی آواز میں بات کرتا نہ سنوں میں۔"

زرکا نے روتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف جاتے جاتے دانش کے کمرے کے سامنے جا کر رک گئی۔

ہنہ!! وہ بیٹا ہے، وہ لڑکا ہے، وہ مرد ہے۔۔۔۔

کیا معاشرے میں کچھ بننے کیلیئے انسان کا مرد ہونا ضروری ہے۔۔۔

دانش کے کمرے سے ہنسی کی آواز آ رہی تھی، وہ شاید فون پر مصروف تھا۔ زرکا نے کو پھر امّاں کا غیض و غضب بھرا لہجہ یاد آ گیا تو ایک زوردار لات دانش کے کمرے کے دروازہ پر ماری اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"زرکانے، زرکانے! کمرے میں اتنا اندھیرا کیوں کیا ہوا ہے؟" روشانے نے پردے کھڑکی سے ہٹائے تو نظر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی زرکانے پر پڑی۔

"تم رو رہی ہو؟"

"نہیں۔ میں سوچ رہی ہوں کہ تم مجھے کیا سمجھانے والی تھی، آؤ بیٹھو بتاؤ تم نے کیا بتانا تھا مجھے۔" زرکانے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"زرکانے! ہو کیا گیا ہے تمھیں؟"

"کیا ہوا ہے مجھے، کچھ بھی تو نہیں۔ تم کہو، میں سن رہی ہوں۔"

"زرکانے تم جانتی ہو نا کہ امّاں دانش سے کتنی محبت کرتی ہیں اور وہ لڑکا ہے زرکانے، تم اُس سے مقابلہ نہ کیا کرو۔ ہم لڑکیاں ہیں میری جان۔ ہمارا اور اسکا کوئی مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔"

"وہ لڑکا ہے، وہ بیٹا ہے، وہ مرد ہے۔۔ اس ایک جملے سے آگے بھی تو کبھی بڑھو۔" For God sake Rushanay... "

"اور یہ بھی ٹھیک کہا تم نے کہ امّاں دانش سے بہت محبت کرتی ہیں، اگر تمہارے اس جملے کی تصحیح کی جائے تو میں یہ کہوں گی کہ امّاں صرف دانش سے ہی محبت کرتی ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میں اُن کی ان چاہی اولاد ہوں، بس یونہی دنیا میں آ گئی ہوں۔" زرکا نے امّاں سے سخت نالاں تھی۔

"استغفر اللہ! ایسی باتیں نہ کرو زرکا نے۔ جانتی ہو نہ کہ اللہ ایسی باتوں سے کتنا ناراض ہوتا ہے۔"

"جانتی ہوں روشانے، بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ مگر اللہ اور بھی بہت سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ کبھی وقت ملے تو اُن باتوں کے بارے میں بھی سوچ لینا۔"

"میں سمجھتی تھی کہ ماں دنیا کی وہ مخلوق ہوتی ہے جو محبتوں کو ضرب کرنا جانتی ہے، مگر یہ بات امّاں پر صادق آتی نہیں دکھ رہی مجھے۔ امّاں نے کبھی محبتوں کو ضرب کیا ہی نہیں، میں نے تو ہمیشہ ہی اُنہیں محبتوں کو تقسیم کرتے دیکھا ہے، اور وہ بھی غلط تقسیم۔ جانتی ہو روشانے امّاں بھائی سے 75٪ محبت کرتیں ہیں، بابا سے 15٪ محبت، تم سے 7٪ محبت، اور مجھ سے صرف 3٪ محبت کرتیں ہیں۔" روشانے کی آنکھوں میں آنسوں تھے مگر زرکا نے کے اِس محبت کے حساب کتاب پر اُسے بے تحاشا ہنسی آ گئی۔

"زرکا نے، میری جان۔ تم بھی پتا نہیں کیا کیا سوچتی رہتی ہو۔ چلو اگر تمھارے محبتوں کی اِس تقسیم پر یقین کر بھی لیا جائے تب بھی یہ تو دیکھو کہ امّاں ہم سب سے محبت کرتیں ہیں مگر اپنے آپ سے نہیں۔"

زرکا نے کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ "ہاں! یہ بھی صحیح ہے کہ وہ اپنے آپ سے نہیں مگر ہم سب سے محبت کرتیں ہیں۔ آخر ماں ہے نا، مائیں ایسی ہی ہوتیں ہیں۔"

"تو روشانے مختار، آج تم نے بحث میں زرکا نے مختار کو ہرا دیا، اُس زرکا نے مختار کو جو چند ماہ پہلے State Level Debate Competition ک جیت کر آئی ہے۔ یہ لو یہ ٹرافی تمھاری ہوئی۔" زرکا نے نے اپنی ٹرافی روشانے کو دیتے ہوئے کہا اور دونوں ہنس پڑی۔



وحیدہ بیگم کا تعلق ایک متوسط طبقے سے تھا۔ اُن کے والد آرکیٹیکچر تھے۔ وحیدہ بیگم صرف چار سال کی تھیں جب اُنکی والدہ دوسرے بچّے کی پیدائش میں انتقال کر گئیں۔ وحیدہ بیگم کی پرورش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رضا صاحب نے دوسری شادی کر لی، جس سے انہیں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ وہ صرف انیس سال کی تھیں جب والد بھی انتقال کر گئے، اور ان کی سوتیلی والدہ نے انکا نکاح مختار بخت سے کروا دیا جو کہ پیشے سے امام تھے۔

وحیدہ بیگم کے گھر سب سے پہلے روشانے پیدا ہوئی، پھر ایک ہی سال بعد دانش اور دو سال بعد زرکا نے۔ مگر وحیدہ بیگم کو جیسی محبت دانش سے تھی وہ کسی اور سے نہیں تھی، یہاں تک کہ روشانے سے بھی نہیں، جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ والدین کو پہلی اولاد سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

وحیدہ بیگم نے ہمیشہ اپنی سوتیلی والدہ کو لڑکے اور لڑکی میں امتیاز کرتے دیکھا تھا اور اُنہیں یہ بات صحیح بھی لگتی تھی، اسی لئے اُنکی بھی ہر بات "وہ لڑکا ہے اور تم لڑکی ہو" اس جملہ سے شروع ہو کر اِسی جملہ پر ختم ہوتی تھی۔ انہیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ اُن کے اِس رویے کی وجہ سے اُنکی بیٹیاں اُن سے بدگمان ہوتی جا رہی ہیں۔



"تو روشانے مختار۔ یہاں اکیلے بیٹھے کسے سوچا جا رہا ہے؟"

"ارے زرکانے تم! آؤ بیٹھو نا۔"

"یہ لو چائے بنائی تھی میں نے، سوچا تمہارے لئے بھی بنا لوں۔" زرکانے نے ایک کپ روشانے کی طرف بڑھایا اور خود دوسرا کپ لے کر روشانے کے برابر بیٹھ گئی۔

" دانش کو چائے دے دی تم نے؟"

"نہیں۔ وہ گھر میں نہیں ہے۔ شاید کھیلنے گیا ہوا ہے۔"

"!اچھا"

"تم بتاؤ، کس کے خوابوں خیالوں میں گم ہو؟ ریحان جلال کے؟"

نہیں تو۔۔" روشانے نے ایک جھٹکے سے جواب دیا۔"

"ہاہاہا!! اتنا کیوں ڈر رہی ہو روشانے مختار۔۔۔ تمھیں شریعت اجازت دیتی ہے، منکوحہ ہو اُسکی۔ میں تو کہتی ہوں کہ تم اُس کے خواب دیکھا کرو۔" زرکانے نے شرارت سے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

"نہیں زرکانے۔ خواب ایسے دیکھنے چاہئے جن کے پورا ہونے کی اُمید ہو، ورنہ خواب سوائے اذیت کے کچھ نہیں دیتے۔" روشانے خلاء میں گھور رہی تھی۔

"تم ریحان بھائی کی بات کر رہی ہو؟"

"! نہیں میں تمھاری بات کر رہی ہوں، زرکانے"

"میری بات؟"

"ہاں میری جان، تمھاری بات۔ زرکا نے خوابوں میں زندگی نہیں جیا کرتے، بلکہ خوابوں میں زندگی گذارنا ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ خوابوں نے تو ایک دن ٹوٹ ہی جانا ہوتا ہے، خواب ہوتے ہی ٹوٹنے کیلیئے ہیں۔ اور ٹوٹی ہوئی چیزیں بہت تکلیف دیتی ہیں، پھر چاہے وہ شیشہ ہو، انسان ہو، یا پھر ایک ٹوٹا خواب۔۔۔ یہ خواب ٹوٹنے پر بہت تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں، اِن کے ٹوٹنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ کبھی کبھی ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ اسی لئے انسان کا حقیقت پسند ہونا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ حقیقت میں جینے والے لوگ وہ تکلیف نہیں اُٹھاتے جو ایک خوابوں کے مسافر کو اٹھانی پڑتی ہے۔۔۔ خواب اور حقیقت میں اُتنا ہی فرق ہے جتنا کہ سمندر کے دو کناروں میں، یا اُتنا جتنا کہ مشرق اور مغرب میں ہے۔۔۔۔ خوابوں میں زندگی گذارنے والوں کا جب حقیقی زندگی سے سامنا ہوتا ہے تو زندگی اُنہیں تلخ لگنے لگتی ہے، نہیں تلخ تو ایک چھوٹا لفظ ہے، دراصل زندگی انہیں ظالم لگنے لگتی ہے۔۔" زرکا نے پہلی بار روشانے کو اسطرح کہتے سنا تھا، ورنہ روشانے تو بہت کم بات کیا کرتی تھی۔

"روشانے تم بہت اچھا بولتی ہو، تم جب بات کرتی ہو نا تو میرا دل کرتا ہے کہ میں خاموشی سے تمھیں سنوں، تمھاری آواز میں جادو اور تمھارے الفاظ میں سحر سا محسوس ہوتا ہے۔"

"زرکانے میں تمھیں سنجیدگی سے سمجھا رہی ہوں نہ کہ میں نے تمھیں میری تعریف کرنے کہا ہے۔"

" اچھا ناراض نہ ہو، میں سمجھ گئی۔ میں بابا سے ضد نہیں کرونگی، مگر بات ضرور کرونگی۔"

" جان۔ کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے اماں تم سے پھر ناراض ہو جائیں۔"

"ہنہ۔۔ اماں مجھ سے خوش ہی کب ہوتی ہیں۔ خیر، یہ سب باتیں چھوڑو اور میری بات سنو۔ ریحان بھائی کی پڑھائی اگلے سال مکمل ہو جائے گی، اور "پھر ہم نے تمھیں اگلے سال اس گھر سے رخصت کر دینا ہے۔

"تم نے پھر چھپ کر اماں بابا کی باتیں سنی ہیں، تمھاری یہ عادت کب جائے گی زرکانے؟" روشانے نے تاسف سے اُسے دیکھا۔

"یہ بھی ٹھیک رہی، بجائے اس کے کہ تم میرا شکریہ ادا کرو تم مجھے ڈانٹ رہی ہو۔ ویسے بتاتے چلوں کہ میں نے چھپ کر باتیں نہیں سنی، وہ تو اماں بابا لاؤنج میں بات کر رہے تھے تو میرے ان گناہ گار کانوں میں یہ باتیں پڑ گئیں۔" زرکانے برامان گئی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمھارے کانوں میں ہی یہ باتیں کیسے پڑ جاتی ہیں۔"

تو کیا تم چاہ رہی تھی کہ یہ باتیں تمھارے کانوں میں پڑیں؟" زرکانے شرارت پر اتر آئی تھی۔"

بڑی ہی جنگلی ہو تم زرکانے مختار۔" روشانے جھنجھلا کر وہاں سے اُٹھ گئی۔"



"ماں۔میری شادی کے بعد کیا آپ سچ مچ گاؤں چلی جائیں گی؟"ثوبیہ نے روحینہ بیگم سے پوچھا۔

"ہاں جانی!عرش اور کاشف اپنی اپنی فیملی کے ساتھ سیٹل ہو گئے ہیں۔دو سال بعد تمھاری شادی ہو جائے گی پھر میں گاؤں چلی جاؤں گی۔میں اپنی زندگی کے آخری سال وہاں گذارنا چاہتی ہوں جہاں کی مٹی سے میرے شوہر کو محبت تھی۔"

"خیر یہ سب بعد کی باتیں ہیں،تم بتاؤ آگے کیا کرنا ہے؟"روحینہ بیگم اُس کی پڑھائی کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

"اگلے ہفتے ایڈمیشن فارم ملے گا،ماسٹرس کر لونگی۔"

"چلو یہ اچھا رہے گا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"دروازہ پر بیل بج رہی ہے،کسی کو سنائی دے رہا ہے یا نہیں۔یہ زرکا نے کہاں ہے؟"

"وہ سو رہی ہے امّاں،اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔زکام ہو رہا ہے اُسے۔"روشانے نے ماں کو چھوٹی بہن کی خرابی طبیعت سے آگاہ کیا،مگر وہ وحیدہ بیگم تھیں اُن پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

"امّاں نے صحن میں چارپائی پر لیٹے دانش کی طرف دیکھا جو کان میں ہیڈ فون لگائے کسی کو میسج کرنے میں مصروف تھا۔"

"دانش جاؤ بیٹا دیکھو دروازہ پر کون ہے۔"

دانش غصے میں بڑبڑاتا ہوا اُٹھا اور بیرونی دروازے کی سمت چلا گیا۔

"امّاں زرکانے کے اُستاد آئے ہیں،میں بابا کو بلا کر لاتا ہوں۔"

"امّاں حیرانی سے روشانے کی طرف دیکھنے لگیں۔"یہ زرکانے کے اُستاد کس سلسلے میں آئے ہیں،تمھیں کچھ اندازہ ہے؟

روشانے نے نفی میں گردن ہلائی۔

"اچھا ٹھیک ہے،تم ناشتہ تیار کرو۔ابھی تمھارے بابا آتے ہی ہوں گے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

" اب طبیعت کیسی ہے تمھاری؟"

"جی بابا،بہتر ہے۔دوائی لے لونگی سونے سے پہلے،انشاءاللہ کل تک ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

"روشانے سے کہو کہ قہوہ میرے کمرے میں لے آئے، اور تم بھی آجانا مجھے کچھ بات کرنی ہے۔"

"زرکا نے نے مختار صاحب کی طرف دیکھا، وہ کافی ٹینشن میں لگ رہے تھے۔"ٹھیک ہے بابا۔

"روشانے قہوہ بن گیا ہو تو بابا کے کمرے میں لے چلو۔"

"بن گیا ہے، بس لے جا رہی ہوں۔ تمھیں کیا ہوا، اسطرح کیوں کھڑی ہو؟"

کچھ نہیں۔ بابا نے مجھ سے کوئی بات کرنی ہے۔ چلو دیکھتے ہیں۔""وہ دونوں بابا کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔"

روشانے نے اماں بابا کے کمرے پہ دستک دی۔

"ہاں روشانے آؤ، آؤ زرکا نے"۔ بابا نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

وحیدہ بیگم بیڈ پر ایک طرف بیٹھی تھیں، وہ کافی غصہ میں لگ رہی تھیں۔ روشانے اُن کے قریب جا کر بیٹھ گئی جبکہ زرکا نے مختار صاحب کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم نے پروفیسر صفدر سے کہا تھا کہ وہ مجھ سے تمھاری تعلیم کے متعلق بات کریں؟" مختار صاحب کے لہجے میں ناراضگی واضح تھی۔

"میں امتحانات کے بعد سے پروفیسر صفدر سے نہیں ملی""۔ زرکا نے نے نہ انکار کیا تھا نہ ہی اقرار، اُس نے سوال سے ہٹ کر جواب دیا تھا۔

"پروفیسر صفدر آئے تھے، انھوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں تمھیں یونیورسٹی بھیجوں۔ تم بتاؤں تم کیا چاہتی ہو؟" مختار صاحب کے اس سوال پر وحیدہ بیگم کے گویا آگ لگ گئی۔

"واہ مولوی صاحب واہ! اب اس گھر کی بیٹیاں یہ فیصلے کرینگی کہ انھوں نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔"

" وحیدہ بیگم مجھے بات کرنے دیں، زرکا نے تم بتاؤں تم کیا چاہتی ہو؟"

"بابا میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں، یونیورسٹی جا کر۔" زرکا نے نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"کیا تم یہ نہیں جانتی کہ تمھارا باپ اتنا خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ ابھی میں نے روشانے کی شادی کرنی ہے، دانش کی پڑھائی کا خرچ اتنا زیادہ ہے اور "پھر ایک اور نیا خرچ میں کہاں سے پورا کروں گا سوچا ہے تم نے؟

"بابا میں نے اپنے کالج میں ٹاپ کیا ہے اور یونیورسٹی میں میرا دوسرا نمبر ہے، میرا ایڈمیشن فری میں ہو جائے گا، صرف ہوسٹل اور میس کا چند ہزار کا خرچ ہو گا اور مجھے اسکالرشپ بھی مل جائے گی۔ بابا صرف دو سال کی بات ہے پھر میں ماسٹرس ہو جاؤ نگی۔"

"اور یہ ہوسٹل اور میس کا خرچ کس طرح پورا ہو گا؟" اب کی بار سوال وحیدہ بیگم کی طرف سے آیا تھا۔

"اماں آپ لوگ اگر دانش کو لاکھوں کا ڈونیشن دے کر انجینئرنگ کرواسکتے ہیں، تو مجھے چند ہزار کیوں نہیں دے سکتے۔ کیا حقوق صرف بیٹوں کے ہوتے ہیں، بیٹیوں کا کوئی حق نہیں ہوتا؟"

"مولوی صاحب بھیج دیں اسے یونیورسٹی، کچھ دنوں کیلئے ہی سہی اس گھر میں سکون تو ہو گا، میرے بیٹے کی تو جان چھوٹے، ہر وقت اس سے مقابلے میں لگی رہتی ہے۔ بھیج دیں اسے یونیورسٹی جب آپ کی عزّت کو نیست و نابود کر آئے گی نا تب جا کر آپ کو سمجھ آئے گا کہ وحیدہ بیگم کیا کہتی تھی، بیٹیوں کی عزّت ایک کانچ کے مجسمے سے بڑھ کر نہیں ہوتی، اس سے کہیں کہ اگر اس مجسمے کو ہلکی سی ٹھوکر بھی لگ جائے نہ تو اِس گھر کا رخ نہ کرے بلکہ وہیں کسی ٹرین کی پٹڑی پر لیٹ کر اپنی جان دے دے۔" وحیدہ بیگم مولوی صاحب کے اِتنی آسانی سے مان جانے پر آگ بگولہ ہو رہی تھیں۔

"زرکا نے وحیدہ بیگم کے پیروں میں جا بیٹھی۔ "امّی کیا آپ کو مجھ پر اور اپنی تربیت پر بھروسہ نہیں؟

"اپنی تربیت پر بھروسہ ہے مگر تم پر نہیں۔ تمھارے باپ نے تمھاری بات مان لی ہے۔ جاؤ جا کر سو جاؤ۔ آج رات تو تمھیں بڑی سکون کی نیند آئے گی۔"

زرکا نے جانتی تھی کہ ماں سے بحث کا کوئی فائدہ نہیں، اِسی لئے اپنے کمرہ میں واپس آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"کرا آئی ایڈمیشن، کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟"

"نہیں ماں! بالکل بھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ میں کتنی خوش ہوں آپ کو بتا بھی نہیں سکتی، میں ماسٹرس بھی یونیورسٹی سے کرونگی۔ ہائے! اب کتنا مزہ آئے گا ہے ناماں؟"

"ثوبیہ!!" روحینہ بیگم اُسے غصہ سے دیکھنے لگیں۔

"اچھا ناماں۔ میں اُس مزے کی بات تھوڑی کر رہی ہوں۔ آپ بھی نہ پتا نہیں کیا کیا سوچنے لگتیں ہیں۔" ثوبیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

روحینہ بیگم بیٹی کا پل پل بدلتا انداز دیکھ کر ہنس پڑیں۔ "انھیں اپنی یہ ڈرامہ کوئین بیٹی بے حد عزیز تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"زرکا نے تم خوش تو ہونا؟"

"پتا نہیں مگر میں مطمئن ضرور ہوں، آخر میرا خواب شرمندہ تعبیر ہونے جا رہا ہے۔ زرکا نے نے چادر ہینگر سے اتار کر اچھی طرح اوڑھ لی۔ کچھ ہی دیر میں اُسے ہوسٹل کیلئے نکلنا تھا، کل سے لیکچر شروع ہونے والے تھے۔"

"پھر تم واپس کب آؤ گی؟"

"چھٹیوں میں۔ تم نے شیڈول دیکھا تو ہے، کتنا مصروف ہے وہ۔"

میں تو ابھی سے تمھیں مس کرنے لگی ہوں میری جان۔ مگر خیر کوئی بات نہیں، تمھاری خوشی کیلئے ہم یہ جدائی برداشت کر لیں گے۔" روشانے نے فرضی کالر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمھیں بہت یاد کرونگی روشانے مختار۔" وہ دونوں مسکرا دیں۔

"اماں کہاں ہیں؟"

"روشانے نے نظریں جھکا لیں۔" اپنے کمرہ میں۔

میں مل کر آتی ہوں۔" زرکا نے وحیدہ بیگم سے ملنے چلی گئی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"امّی۔ اندر آ جاؤں؟" زرکا نے نے وحیدہ بیگم سے اجازت طلب کی۔

"آ جاؤ۔"

زرکا نے وحیدہ بیگم کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے قریب زمین پر بیٹھ گئی۔

"امّی آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ امّی آپ میرا اعتبار کریں، میں کبھی بھی بابا اور آپ کو شرمندہ نہیں کروں گی، کبھی بھی آپکا سر نہیں جھکاؤں گی۔"

"جاؤ تمھاری ٹرین نکل جائے گی۔" زرکا نے کے تمام وعدوں کے جواب میں وحیدہ بیگم نے صرف یہ کہا تھا۔

امّی آپ مجھے دعا نہیں دیں گیں، میں سفر پر جا رہی ہوں۔" زرکا نے کی آواز رندھ گئی تھی۔"

"تم جیسی باغی بیٹیوں کو دعا نہیں دی جاتی زرکا نے۔"

"زرکا نے رو پڑی۔" ایسے نہ کہیں امّی، پلیز۔

"جاؤ تمھیں دیر ہو رہی ہے۔" وحیدہ بیگم کا لہجہ برف کا سا ٹھنڈا تھا۔

زرکا نے دروازہ تک جا کر واپس مڑی، وحیدہ بیگم اب بھی منہ موڑے بیٹھی تھیں۔

"امّی دعا کیجیے گا کہ آپکی بیٹی یہ ہمیشہ یاد رکھے کہ کوئی نہیں مگر اللہ دیکھ رہا ہے۔" آنسوں روکنا زرکا نے کیلئے مشکل ہو گیا تو وہ اپنے کمرے میں لوٹ آئی۔



"مل آئی امّاں سے؟" روشانے اب بھی کمرہ میں موجود تھی۔

"روشانے! امّاں مجھ سے اتنا بد گمان کیوں رہتی ہیں۔ کیا میں ان کی اپنی اولاد نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں باغی ہوں، انہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے، انہوں نے مجھے دعا بھی نہیں دی۔" زرکا نے روشانے کے کندھے سے لگی رو دی۔

"امّی ناراض ہیں زرکا نے، مگر تم یہ سب ٹھیک کر سکتی ہو۔ اب صرف تم ہی ہو جو اُن کے خدشات اور واہمات کو دور کر سکتی ہو، اور تمھیں یہ کرنا ہے زرکا نے، وعدہ کرو کہ تم امّاں کے خدشات غلط ثابت کرو گی۔" روشانے ہاتھ آگے پھیلائے اُس سے وعدہ مانگ رہی تھی۔

زرکا نے نے مسکراتے ہوئے اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"زرکا نے میں دعا کرونگی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ترقی دے۔ میں تمھارے لئے بہت خوش ہوں، میری جنگلی بلی۔"

"اور میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں روشانے بخت۔"

"تم دونوں کا رومانس اور ایجاب و قبول ختم ہو گیا ہو تو چلو، بابا بلا رہے ہیں ورنہ تمھاری ٹرین نکل جائے گی۔" دانش نے دروازہ پر دستک دیتے ہوئے فرمان جاری کیا۔



یونیورسٹی میں زرکا نے کا پہلا دن تھا، وہ وقت پر لیکچر ہال پہنچ گئی تھی۔ پہلا لیکچر پروفیسر دیشمکھ کا تھا۔ وہ ادھیڑ عمر کے ایک خوش مزاج انسان تھے۔ لیکچر شروع ہوئے ابھی دس منٹ ہوئے تھے کہ کوئی لڑکی ہانپتی بھاگتی لیکچر ہال کے دروازہ پر آکر رکی۔

"مے آئی کم اِن سر؟"

پروفیسر دیشمکھ نے عینک کے پیچھے سے اُسے گھورا۔

"مس ثوبیہ! میں نے سوچا ان تین سالوں میں آپ کچھ تو سیکھ ہی گئی ہوں گی، مگر نہیں۔ وہی تین سال پرانی اینٹری ماری ہے آپ نے۔" پروفیسر دیشمکھ کے اس طنز پر پوری کلاس قہقہوں سے گونج اُٹھی اور دروازہ میں ایستادہ وہ لڑکی جس کا نام غالباً ثوبیہ تھا خجل ہوگئی۔

"سوری سر! وہ کیا ہے نا کہ۔۔۔۔"

"ہاں! آپ کو بس نہیں ملی ہوگی، ہے نا؟" پروفیسر دیشمکھ نے ایک اور طنز کیا۔ اور ایک دفعہ پھر ہال قہقہوں سے گونج اُٹھا۔

"نہیں سر! وہ اصل میں۔۔۔"

"یونیورسٹی سے سب سے قریب اگر کوئی رہتا ہے تو وہ آپ ہیں مس ثوبیہ، اور اگر کوئی سب سے دیر میں آتا ہے تو وہ بھی آپ ہی ہیں۔" ایک بار پھر پروفیسر دیشمکھ نے ثوبیہ کو ٹوک دیا۔

"سر آپ مجھے بولنے کا موقع تو دیں۔"

"اچھا بتائیں مس ثوبیہ، اس دفعہ کیا ہوا تھا جو آپ لیکچر کیلئے لیٹ ہوگئیں؟"

ثوبیہ نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ "وہ سر! دراصل رات میں میں نے سوچا کہ کل سے لیکچر شروع ہو جائیں گے پھر مصروفیت بھی بڑھ جائے گی، اسی لئے کوئی مووی دیکھ لوں۔ مگر مووی چونکہ ہورر تھی تو میں ڈر گئی اور رات بھر سو نہیں سکی، اور صبح ہوتے ہوتے میری آنکھ لگ گئی اسی لئے مجھے دیر ہوگئی۔" ثوبیہ نے چہرے پر پوری دنیا کی معصومیت سجاتے ہوئے اپنے دیر سے آنے کا جواز بتایا۔

اس دفعہ زرکا نے اپنی مسکراہٹ روک نہیں پائی، اور وہ جانتی تھی کہ ثوبیہ کے اس جواز پر پروفیسر دیشمکھ کو بھی ہنسی آگئی ہوگی۔ مگر انہوں نے اپنے چہرے پر مصنوعی خفگی سجائے ثوبیہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔

"ہائے اللہ!!" ابھی پروفیسر دیشمکھ پوڈیم تک پہنچے ہی تھے کہ ثوبیہ کی چیخ پر پیچھے پلٹے۔

وہ سر۔ دراصل میرے بیٹھنے کیلئے کوئی سیٹ خالی ہی نہیں ہے۔" پروفیسر دیشمکھ کی قہر برساتی نظروں کو دیکھ کر وہ منمنائی۔"

"مس ثوبیہ شاید آپکی نیند ابھی پوری نہیں ہوئی، یہ سامنے والی سیٹ آپکو خالی نظر نہیں آرہی؟"

"ارے ہاں! یہ تو سچ مچ خالی ہے۔" ثوبیہ چہکی۔ "وہ دراصل یہ مس اتنا بڑا فلیگ اوڑھے بیٹھی ہیں کہ میرا دھیان ہی نہیں گیا۔"

" !!! مس ثوبیہ"

اوہ سوری سر۔" ثوبیہ زرکا نے کے بغل والی سیٹ پر آ بیٹھی۔"

"ویسے یہ تم نے کونسا فلیگ اوڑھ رکھا ہے؟" ثوبیہ نے زرکانے سے سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔

"زرکانے نے اپنی سفید چادر کی طرف دیکھا اور پھر ثوبیہ کی طرف جھکی۔ "یہ جہادیوں والا فلیگ ہے۔

ثوبیہ غیر ارادی طور پر زرکانے سے دور ہو کر پروفیسر دیشمکھ کی طرف دیکھنے لگی۔ زرکانے کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔



زرکانے ہوسٹل کی طرف جا رہی تھی تبھی کسی نے اُسے پکارا۔

"ہیلو مس جہادی!!" وہ کوئی اور نہیں ثوبیہ تھی۔

"ہیلو ثوبیہ۔"

"اوہ واؤ!! آپ تو میرا نام بھی جانتی ہیں۔"

"جی، آپ ہیں ہی اتنی مشہور۔" زرکانے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ شاید پروفیسر دیشمکھ کے لیکچر کی بات کر رہی ہیں۔ وہ دراصل جب میں گریجویٹ کرنے آئی تھی تبھی پہلا لیکچر انہیں کا تھا اور میں لیٹ ہو گئی تھی تو میں نے کہہ دیا کہ بس نہیں مل رہی تھی، اور بعد میں پروفیسر دیشمکھ کو پتا چل گیا کہ میں یونی کے مین گیٹ کے سامنے ہی رہتی ہوں۔ اور آج بھی لیٹ ہو گئی تو اسی لئے اُنہوں نے کہہ دیا۔" ثوبیہ نے تفصیل بتائی۔

"اوہ!" زرکانے نے ہونٹ سکوڑے۔

"کیا ہم دوست بن سکتے ہیں؟"

"ثوبیہ کے اس سوال پر زرکانے کو حیرت ہوئی۔ "وہ کیوں؟

"کیونکہ مجھے آپ کا سینس آف ہیومر کافی پسند آیا۔"

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ فلیگ والی بات میں نے مذاق میں کہی تھی؟" زرکانے نے سوال کیا۔

"بالکل، کہاں آپ اور کہاں جہادی! آپکو دیکھ کر تو یوں لگتا ہے کہ آپ نے کبھی ایک مچھر بھی نہیں مارا ہو گا کجا کہ لوگوں کا قتلِ عام۔" ثوبیہ ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی۔

"بالکل ہی جنگلی ہو تم۔"

"اوہ واؤ! جنگلی۔ واٹ اَنائس نک نیم۔ آئی لائک اِٹ۔"

"فرینڈز؟" ثوبیہ نے پھر ہاتھ آگے بڑھایا جسے زرکا نے نے تھام لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"امّاں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

"ہاں کہو، میں سن رہی ہوں۔" ایک ہفتے بعد روشانے کی رخصتی ہونی تھی تو مصروفیت کافی بڑھ گئی تھی، وحیدہ بیگم مشین لئے بیٹھی تھیں۔

"امّاں، دانش رات میں بہت دیر کر کے آتا ہے۔ کل تو وہ رات ساڑھے بارہ بجے آیا تھا۔" روشانے نے ڈرتے ڈرتے وحیدہ بیگم سے کہا۔

اب کی وحیدہ بیگم سارے کام پرے کر کے روشانے کی طرف متوجہ ہوئیں۔ "رات میں دیر کر کے آتا ہے تو اس میں کونسی برائی ہے، دوستوں کے ساتھ پڑھائی کرنے جاتا ہے، دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔ اور وہ لڑکا ہے، پوری پوری رات بھی اگر باہر رہے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں، یہ الگ بات ہے کہ اگر تمھیں رات میں اٹھ کر دروازہ کھولنے میں پریشانی ہوتی ہے تو کہہ دو، میں رات میں جاگ لیا کروں گی۔" دانش کی شکایت سن کر وحیدہ بیگم کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"امّاں ایسی بات نہیں ہے، میں تو یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ۔۔"

"میں سمجھ گئی کہ تم کیا کہنا چاہ رہی ہو۔ وہ چلی گئی تو پیچھے سے تمھیں یہ ڈیوٹی سونپ گئی ہے کہ اب تم میرے بیٹے کے پیچھے پڑ جاؤ۔"

"نہیں امّاں! میں تو بس یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ رات گئے گھر آتا ہے اور پھر کئی کئی گھنٹے فون پر مصروف ہوتا ہے۔ اور اُس نے سگریٹ نوشی بھی شروع کر دی ہے۔" روشانے نے جلدی جلدی امّاں کو پوری بات بتائی کہ کہیں امّاں آدھی بات سن کر ہی بھگا نہ دیں۔

"روشانے کپڑے سمیٹو اور لے جا کر اچھے سے رکھ دو۔ ایک ہفتے میں تمھاری رخصتی ہونے والی ہے، بجائے میرے بیٹے پر الزام لگانے کے، تم اپنے اور ریحان کے متعلق سوچا کرو، یہ تمھارے لئے زیادہ بہتر ہو گا۔"

"امّاں وہ میرا بھائی ہے، مجھے عزیز ہے۔ آپ خود سوچیں کہ میں کیوں کوئی غلط بیانی کروں گی۔"

"مجھے پتا ہے کہ میرا بیٹا اپنی بہنوں کو کتنا عزیز ہے۔"

"امّاں میں نے اُس کے کمرے میں سگریٹ کا پیکٹ اور راکھ دیکھی ہے۔" روشانے نے وحیدہ بیگم کو سمجھانے کی ایک اور کوشش کی۔

"روشانے مجھے آرام کرنا ہے۔ جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ، اور آج کے بعد تمھارے منہ سے دانش کا نام نہ سنوں۔ تم دونوں بہنیں ایک سی ہو۔"

"مگر اماں۔۔۔"

جاتے ہوئے دروازہ بند کر لینا۔" یہ بات ختم کرنے کا اِشارہ تھا۔"

روشانے نے افسوس سے ماں کی طرف دیکھا اور کپڑے سمیٹ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو زرکانے۔" ابھی وہ امتحان گاہ سے باہر نکلی تھی کہ ثوبیہ نے پکار لیا۔

"ہیلو جنگلی بلی۔سناؤ امتحانات کیسے ہوئے؟"

"ہمیشہ کی طرح،نہایت عمدہ۔تم سناؤ؟"

"الحمد اللہ!بہت اچھے ہوئے۔" زرکانے اور ثوبیہ باتیں کرتے کرتے کینٹین میں آگئیں۔

"تو تم کل گاؤں چلی جاؤ گی؟"

"ہاں،ایک ہفتہ بعد روشانے کی رخصتی ہے۔"

"زرکانے تم اپنی بہن سے بے حد محبت کرتی ہو نا؟" ثوبیہ ہتھیلی پر تھوڑی ٹکائے بڑے انہماک سے زرکانے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ہاں۔مگر تمھیں کیسے پتا چلا؟" زرکانے کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"تم جب بھی اُس کا نام لیتی ہو تو تمھاری آنکھوں میں، تمھاری باتوں میں، تمھارے لہجے میں وہ پیار جھلکتا ہے۔"

"اوہ۔" انہوں نے کاؤنٹر پر بل ادا کیا،کافی کے کپ لئے اور باہر نکل آئیں۔

"تم بھی میرے ساتھ چلو نا ثوبیہ،بہت مزہ آئے گا۔تم نے تو گاؤں کی شادی بھی نہیں دیکھی ہے،اسی بہانے وہ بھی دیکھ لو گی۔"

"نہیں یار!ماں اکیلی پڑ جائیں گیں،میں اُنہیں اکیلا نہیں چھوڑتی،تم جانتی ہو نا کہ وہ اپنا بالکل بھی خیال نہیں رکھتیں۔"

"ہاں۔پھر چلو انشاءاللہ چھٹیوں بعد ملاقات ہو گی۔" زرکانے نے ثوبیہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ چھ ماہ بعد روشانے سے مل رہی تھی،فون پر تو ہفتے میں دو بار بات ہو ہی جاتی تھی مگر فون پر بات اور ملاقات میں بہت فرق ہوتا ہے۔

"اور سناؤ روشانے۔ چھ ماہ اس گھر میں کافی سکون رہا ہو گا، ہے نا؟"

"ہاں، اتنا سکون تھا کہ چھ ماہ اس گھر کے در و دیوار نے ہلکی سی ہنسی کی آواز تک نہیں سنی۔ زرکا نے تم اس گھر کی چڑیا ہو میری جان۔"

زرکا نے تمھارے لئے فون ہے کسی کا، آ کر سن لو۔" دانش نے اطلاع پہنچائی۔"

"تم کیسے ہو دانش؟"

"مجھے کیا ہونا ہے، تمھارے سامنے کھڑا ہوں۔ جاؤ جا کر فون سن لو، ہولڈ پر رکھا ہے۔"

"ہیلو۔"

"کتنی کمینی ہو تم، پہنچ کر ایک خیریت کا فون تک نہیں کیا۔ اتنی جلدی بھول گئی۔ میں بھی تمھیں کال نہیں کرنے والی تھی، وہ تو یہ سارے چوزے اور ماں تمھیں یاد کر رہیں تھیں تو کال کر لی۔" ثوبیہ کے اس طرح چراغ پا ہونے پر زرکا نے کو ہنسی آ گئی۔

"تم سناؤ جنگلی کیسی ہو؟"

"تھینک یو، بہت جلدی پوچھ لیا۔ زندہ ہوں۔"

"تم نے آج کچھ زیادہ مرچیں نہیں چبا لیں، نہ خیر نہ خیریت سیدھی جھگڑے پر اتر آئی ہو۔"

"اچھا ٹھیک ہے، نہیں جھگڑتی۔ تم تو انسان کو ناراض بھی نہیں ہونے دیتی۔ یہ بتاؤ روشانے کی رخصتی خیریت سے ہو گئی؟"

"ہاں۔ وہ آج آئی ہوئی ہے۔ پچھلے دنوں اتنی مصروفیت تھی کہ مل بیٹھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ آج سکون سے بیٹھ کر باتیں ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے تم انجوائے کرو۔ میں اور ماں تمھیں بہت مس کر رہے ہیں اور یہ تمھارے بچّے بھی۔" ثوبیہ نے شرارت سے کہا۔

زرکا نے نے آنٹی کی خیر خیریت پوچھ کر فون بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے دس بج رہے تھے۔ وہ دونوں اپنی اپنی کافی کا کپ لئے چھت پر آ گئیں۔

"روشانے یہاں کتنی جلدی رات اتر آتی ہے نا، اور شہر میں اس وقت بھی دن کا سا سماں ہوتا ہے۔ یہاں کتنا سناٹا اور سکون ہے۔"

"ہاں میری جان! گاؤں کی ہوا، مٹّی، ماحول بہت سکون دیتے ہیں۔ شہر کی زندگی بہت بھاگتی دوڑتی ہوتی ہے۔ وہاں انسان، انسان نہیں رہتا مشین بن جاتا ہے۔ فون کس کا آیا تھا؟" روشانے کو اچانک یاد آیا۔

"ارے!وہ میری یونی فیلو ہے،ثوبیہ۔میری فرینڈ ہے۔"زرکا نے اب روشانے کو ثوبیہ کے بارے میں بتانے لگی تھی۔

"روشانے میں وہاں ٹیوشن لیتی ہوں۔"

"کیا!!تم ہوسٹل میں ٹیوشن کیسے لے سکتی ہو؟"

"ہوسٹل میں نہیں یار،میں ثوبیہ کے گھر جاتی ہوں وہاں وہ اور اُس کی امّی دونوں ہی ہوتے ہیں۔اس کے دونوں بھائی الگ سیٹل ہیں تو اُن کے کل ملا کر پانچ بچّے ہیں جن کی ٹیوشن میں لیتی ہوں۔ہر ماہ 4ہزار فیس آ جاتی ہے۔"

"زرکا نے۔تم صرف خواب دیکھنے والی لڑکی نہیں ہو،تم خوابوں کو پورا کرنا جانتی ہو۔میں دعا کروں گی کہ اللہ تمھارے سارے خواب پورے کرے۔"

"آمین۔اور یہ بھی دعا کرنا کہ امّی مجھ سے راضی ہو جائیں،وہ اب بھی مجھ سے ناراض ہیں۔"

"ارے تم ٹینشن نہ لو۔وقتی ناراضگی ہے امّاں کی۔"روشانے نے زرکا نے کو تسلی دی۔

"نہیں روشانے،میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے تب سے انہیں ناراض ہی دیکھا ہے۔"

"خیر،یہ سب چھوڑو۔یہ بتاؤ کہ دانش آج کل کیا کرتا پھر رہا ہے؟مجھے وہ مشکوک لگ رہا ہے۔اتنی اتنی رات گئے باہر رہتا ہے۔"

"وہ دوستوں کے ساتھ کمبائن اسٹڈی کیلئے جاتا ہے۔"

"اُسے کب سے پڑھائی میں اتنی دلچسپی ہو گئی کہ وہ رات کے بارہ اور ایک بجے تک پڑھے۔تم کسی سے پتا تو کرواتی،مجھے کوئی اور ہی چکر لگ رہا ہے۔"

"کیسا چکر زرکا نے؟"

"فائزہ ملی تھی تمھاری شادی میں مجھے،بتا رہی تھی کہ پردھان کی بیٹی بھی دانش کے انسٹی ٹیوٹ میں پڑھتی ہے،اور پورے انسٹی ٹیوٹ میں دونوں کا نام ساتھ لیا جاتا ہے۔"

"تم بھی کس کی باتوں میں آ رہی ہو زرکا نے۔اُسے کیا پتا،وہ تو گھر پر ہوتی ہے۔"روشانے نے فائزہ کے باتوں کو سرے سے رد کر دیا۔

"روشانے فائزہ کا بھائی بھی اُسی انسٹی ٹیوٹ میں پڑھتا ہے۔"زرکا نے کو فائزہ کی باتوں پر یقین تھا۔

"جو بھی ہو زرکا نے،تم فائزہ کی باتوں میں آ کر امّاں سے سوال جواب مت کرنے لگ جانا۔ایک ہفتے بعد تم نے ہوسٹل واپس چلے جانا ہے،اور میں نہیں چاہتی کہ دانش کو لے کر تمھارے اور امّاں کے بیچ میں کوئی اور جھگڑا ہو۔"روشانے مسلسل اُسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، میں امّاں سے کوئی بات نہیں کروں گی۔ مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔" زرکا نے آنکھیں سکیڑے مشکوک نگاہوں سے روشانے کو دیکھ رہی تھی۔

"روشانے سٹپٹا گئی۔ "میں بھلا کیوں کچھ چھپاؤں گی تم، وہ بھی تم سے؟

"روشانے ریحان! تم نے میری بات کی نہ تردید کی ہے نہ ہی تصدیق۔ خیر چلو رات کافی ہو گئی ہے، چل کر سوتے ہیں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"امّاں آپ کیا کر رہی ہیں؟"

وحیدہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اکثر زرکا نے کے سوالوں کے جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی تھیں۔

"امّاں۔ میری ایک دوست ہے ثوبیہ، وہ کبھی گاؤں نہیں گئی۔ وہ لوگ شہر کے ہی رہنے والے ہیں نا اسی لئے، تو اس نے کہا تھا کہ میں اُس کیلئے گاؤں سے کوئی چیز لے آؤں۔ امّاں آپ چنے کا حلوہ بڑے مزے کا بناتی ہیں تو پلیز اگر آپ مصروف نہ ہوں تو بنا دیں۔" زرکا نے کا لہجہ التجائیہ تھا۔

"ٹھیک ہے میں بنا دوں گی۔" اب کی بار وحیدہ بیگم نے جواب دیا تھا۔

زرکا نے اُن کے قریب بیٹھ کر ٹوکری میں سے لہسن لے کر چھیلنے لگی، تو وحیدہ بیگم وہاں سے ہٹ گئیں۔

"امّاں۔ آپ کبھی بابا کے ساتھ شہر آئیں نا، بابا تو اکثر آ جاتے ہیں مجھ سے ملنے، کبھی آپ بھی اُن کے ساتھ آئیں، دیکھیں کہ آپ کی بیٹی کہاں پڑھتی ہے۔"

"نہیں۔ مجھے کوئی شوق نہیں نہیں ہے شہر جانے کا۔"

"مگر امّاں۔۔۔"

"زرکا نے جاؤ، جا کر پیکنگ کرو، پرسوں تم نے نکلنا ہے۔ میں حلوہ بنا دوں گی۔"

"ٹھیک ہے امّاں۔" زرکا نے وہاں سے چپ چاپ نکل آئی کہ سامنے سے مختار صاحب آتے دکھائی دیے۔

"السلام علیکم بابا۔"

"وعلیکم السلام، بابا کی جان۔"

"آپ کیلئے چائے بنا دوں۔" زرکا نے جانتی تھی کہ بابا اس وقت چائے پیتے ہیں۔

"بنادو، بلکہ دو کپ بنا کر چھت پہ لے آؤ، ہم دونوں وہیں اکٹھے چائے پئیں گے۔"

"ابھی لائی بابا۔" زرکا نے کچن میں کی طرف مڑ گئی جبکہ مولوی صاحب چھت پر چلے گئے۔

وہ دوبارہ کچن میں دوبارہ داخل ہوئی تو وحیدہ بیگم اُسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔

"وہ بابا کیلئے چائے بنائی تھی۔ آپ کیلئے بھی بنادوں؟"

"نہیں، مجھے پینی ہو گی تو میں خود بنالوں گی۔"

"امّی یہ لیں اور دانش کیلئے بھی بنادی ہے، وہ آئے تو اُسے گرم کر کے دے دیجیے گا۔" زرکا نے چائے کا کپ ماں کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

وحیدہ بیگم اُسے غصے سے دیکھنے لگیں مگر اُس نے بے نیازی سے دو کپ ٹرے میں رکھے اور چھت پر چلی آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"یہ لیں آپکی چائے۔" زرکا نے ایک کپ مولوی صاحب کو تھمایا اور دوسرا کپ لے کر اُن کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"پرسوں چلی جاؤ گی؟"

"جی بابا۔ پرسوں سے لیکچر شروع ہو جائیں گے۔"

مولوی صاحب چائے پینے لگے۔ دونوں کے درمیان خاموشی آ گئی تھی، جسے زرکا نے کی آواز نے توڑا۔

"بابا! میں جب یہاں نہیں ہوتی ہوں تو آپ مجھے یاد کرتے ہیں؟"

مولوی مختار بخت نے پیار سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔ "بالکل تم مجھے ہر لمحہ یاد آتی ہو، تم اِس گھر کی چڑیا ہو۔ روشانے خاموش طبیعت کی تھی، اُس کے چلے جانے سے خالی پن کا احساس نہیں ہو رہا کہ تم ہو یہاں، مگر جب تم چلی جاؤ گی تو یہ گھر بالکل خاموش ہو جائے گا۔ تم خاموشیوں کو توڑنا جانتی ہو، تم لوگوں کو خوش کرنا جانتی ہو۔"

"نہیں بابا! میں لوگوں کو خوش کرنا نہیں جانتی۔" زرکا نے کے لہجے میں اداسی سمٹ آئی۔

ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟" مولوی صاحب نے کپ ٹیبل پر رکھ دیا۔"

"بابا۔ امّی مجھ سے ناراض ہیں۔"

"ارے نہیں بیٹا، وہ وقتی ناراضگی ہے۔ اُسے خدشات لاحق ہیں۔"

"مگر بابا۔ انھیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔" زرکا نے کی آواز لرزنے لگی۔

"بات اعتبار کی نہیں ہے بیٹا، یہ شیطان ہے نا اِنسان کو بہت بہکاتا ہے۔"

"بابا۔ آپ دعا کریں کہ آپکی زرکا نے یہ کبھی نہ بھولے کہ اُسے خدا دیکھ رہا ہے، اور روزِ محشر اُس خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔"

"آمین۔ تم ہمیشہ میری دعاؤں میں ہوتی ہو۔"

زرکا نے اب انھیں ثوبیہ کے بھتیجے بھتیجیوں کے ٹیوشن کے بارے میں بتانے لگی۔

"زرکا نے کبھی کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ میں معزز لوگوں کی محفلوں میں جانے کے قابل نہ رہوں، کبھی کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ میں مسجد کے ممبر پر کھڑے ہو کر وعظ نہ کر سکوں، امامت نہ کر سکوں، کبھی کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ لوگ تمھاری ماں کی تربیت پر انگلی اُٹھائے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم میری عزت کی محافظ ہو۔"

زرکا نے مولوی صاحب کے قدموں میں آ بیٹھی۔ "بابا میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں کبھی کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جس سے آپ کو اور امّاں کو تکلیف پہنچے، مجھے امّاں کو لاحق خدشات کو غلط ثابت کرنا ہے۔" مولوی صاحب نے مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا۔

"یہ سب باتیں چھوڑیں بابا۔ آپ پہلے ریحان بھائی کی امّی کو فون کریں کہ وہ روشانے کو ایک دن کیلئے بھیج دیں، پھر پرسوں میں نے چلے جانا ہے۔"

"ٹھیک ہے، رات میں کروں گا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"زرکا نے گیٹ لاک کر لو، میں باہر جا رہا ہوں۔" زرکا نے کچن سمیٹ کر باہر نکلی تو دانش نے پکار لیا۔

"دانش تم روز رات گئے آتے ہو، کہاں ہوتے ہو اتنی دیر تک؟" زرکا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

"تمھارا دردِ سر نہیں ہے کہ میں کہاں ہوتا ہوں، کیا کرتا ہوں۔ میں امّاں کو بتا کر جاتا ہوں۔" دانش نے اُسے جھڑک دیا۔

"دانش دوستوں میں پڑھائی کم اور وقت زیادہ ضائع ہوتا ہے، تم گھر میں ہی دیر رات تک پڑھ لیا کرو۔"

"زرکا نے بی بی! مجھے تمھاری طرح سیدھا سادھا M.Sc اور B.Sc نہیں کرنا ہے۔ انجینئرنگ کا طالبِ علم ہوں، اندازہ ہے کہ کتنی مشکل پڑھائی ہوتی ہے۔"

"مگر بھائی۔۔۔۔"

"گیٹ بند کرو اور جا کر سو جاؤ، میرے معاملات میں نہ ہی بولا کرو تو بہتر ہو گا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"زر کا نے مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔" زر کا نے پیکنگ میں مصروف تھی جب روشانے نے اُسے پکارا۔ روشانے کو آج صبح ہی ریحان یہاں چھوڑ کیا تھا، پورا دن مصروفیت میں گذر گیا، اب رات کے اِس پہر دونوں مل بیٹھی تھیں۔

"کہو، کیا کہہ رہی ہو؟"

"تم پہلے سب سمیٹو اور سکون سے آ کر میرے پاس بیٹھو۔"

زر کا نے نے جلدی جلدی سب سامان سمیٹا اور روشانے کے پاس آ بیٹھی۔

"بولیں جناب! کیا کہنا ہے۔"

"زر کا نے میں نے تم سے ایک بات چھپائی تھی۔"

"جانتی ہوں۔" زر کا نے نے بالکل سکون سے جواب دیا۔

"کیا! تم جانتی ہو کہ میں نے تم سے کیا چھپایا ہے؟" روشانے حیران تھی۔

"نہیں، مگر یہ جانتی ہوں کہ اُس رات دانش کے بارے میں بات کرتے ہوئے تم مجھ سے کچھ چھپا رہی تھی۔"

"ہنہ۔ زر کا نے دانش پوری پوری رات فون پر مصروف ہوتا ہے اور اُس نے سگریٹ نوشی بھی شروع کر دی ہے۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"کس بات کا ڈر روشانے؟"

"تم کہہ رہی تھی کہ وہ پردھان کی بیٹی کے ساتھ انوالو ہے۔ اور سوچو اگر یہ سچ ہوا تو وہ لوگ ہمیں یہاں سے بھگا دیں گے، بابا کی کتنی بے عزتی ہو گی، یہ گھر اُن لوگوں کا دیا ہوا ہے۔ اگر ایسا ویسا کچھ ہو گیا تو امّاں بابا کہاں جائیں گے؟" روشانے کی باتوں میں فکر مندی نمایاں تھی۔

"کچھ نہیں ہو گا روشانے۔ اور دانش تو لڑکا ہے، اُس کے کچھ بھی کرنے سے بابا کی عزت پر حرف نہیں آئے گا۔ جہاں تک پردھان کی بیٹی سے انوالومنٹ کی بات ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ٹین ایج ایڈوینچر کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو۔"

"تم طنز کر رہی ہو زر کا نے؟"

"نہیں، میں امّی کی سکھائی باتیں بتا رہی ہوں۔"

"مگر پھر بھی، کسی کی بیٹی کو اِس طرح بے عزت کرنا۔۔۔"

"میں کیا کہوں روشانے۔ امّاں نے اُسے عورت کی عزت کرنا ہی نہیں سکھایا۔ ویسے میں نے فائزہ کو ثوبیہ کا فون نمبر دیا ہے کہ اگر کوئی بھی معلومات ملے تو مجھے اطلاع کرے۔ تم پریشان نہ ہو، کیونکہ میں یا تم کچھ بھی نہیں کر سکتے سوائے دعا کرنے کے، تو تم دعا کیا کرو۔"

ہاں۔" روشانے نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔"

"چلو سو جاؤ۔ کل تمھیں سفر کرنا ہے۔ تھوڑی دیر سو جاؤ گی تو فریش رہو گی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ یونیورسٹی واپس آگئی تھی۔ ثوبیہ، آنٹی، بچّے ہر کوئی اُس سے مل کر بہت خوش ہوا تھے۔ اُس نے امّاں کے ہاتھ کا بنا حلوہ ثوبیہ کو دیا۔ وہ ثوبیہ کے کمرہ میں بیٹھی اُس سے باتوں میں مصروف تھی اور ثوبیہ حلوہ سے انصاف کرنے میں۔

"یار مس جہادی! تم نے تو آج دل خوش کر دیا، اب تو میرا دل کر رہا ہے کہ میں تمھیں ایک خوشخبری سنا ہی دوں۔"

"کیسی خوشخبری؟"

"یہ بغل والی بلڈنگ میں ایک کوچنگ سینٹر کھلا ہے، انھیں میتھس کے استاد کی ضرورت ہے۔ اگر تم اپلائی کرنا چاہتی ہو تو ٹرائی کر لو۔ پے اچھی دے رہے ہیں اور وقت بھی معقول ہے۔"

"تھینک یو سو مچ ثوبیہ، میں کل CV لے کر جاؤں گی"۔ زرکا نے خود جاب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"فار یور کائنڈ انفارمیشن، میں نے تمھارا CV دے دیا ہے اور ابھی آدھے گھنٹے میں تمھیں انٹرویو دینے جانا ہے"۔

"ثوبیہ! یہ مذاق نہیں ہے۔" زرکا نے ناراض ہونے لگی۔

"میں مذاق نہیں کر رہی زرکا نے، میں نے سچ مچ تمھارے لئے اپلائی کیا تھا اور ابھی انٹرویو ہے تمھارا، چلو چلتے ہیں۔" ثوبیہ کپڑے جھاڑتی کھڑی ہو گئی۔

"اسطرح میرے ساتھ جاؤ گی تو وہ لوگ CV میرے منہ پر دے ماریں گے۔" زرکا نے اُس کے رف سے حلیے کی طرف اشارہ کیا۔

"اچھا اچھا ظالم حسینہ، میں ابھی چینج کر کے آتی ہوں۔"



دن، ہفتے، مہینے گذرتے گئے اور زرکا نے مصروف سے مصروف تر ہوتی گئی۔ پہلے لیکچر اٹینڈ کرنا، پھر شام میں ثوبیہ کے بھتیجے بھتیجیوں کی ٹیوشن، اور پھر ساڑھے تین گھنٹے کوچنگ سینٹر میں پڑھانا۔ وہ بھی شہر آکر مشین بن گئی تھی۔ ہفتے میں ایک بار بابا اور روشانے سے بات ہو جاتی تھی، اماں اگر کبھی غلطی سے فون ریسیو بھی کر لیتیں تو زرکا نے کی آواز سنتے ہی فون بابا کو تھما دیتیں۔

"تمھارا اسائنمنٹ بن گیا؟"

"ہاں! بس فائنل ٹچ دینا باقی ہے۔" زرکا نے اب بھی تیزی سے نوٹس بنانے میں مصروف تھی۔

مجھے دے دو نا، میرا نہیں بنا۔۔۔" زرکا نے گھور کر اُسے دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔"

"پلیز!!!" ثوبیہ معصوم سی صورت بنائے اُس کے سامنے بیٹھی تھی۔

"ایک تو تم یہ جو بھکاریوں والی صورت بناتی ہو نا تو میرا دل کرتا ہے کہ۔۔۔" زرکا نے نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"کہو نا کیا کرتا ہے تمھارا دل؟" ثوبیہ اپنے رنگ میں واپس آگئی تھی۔

زرکا نے خاموشی سے اُسے گھورنے لگی۔

"میں جانتی ہوں، تمھارا دل کرتا ہے کہ تم مجھے اسائنمنٹ دے ہی دو۔" زرکا نے کو ہنسی آگئی۔

"نہیں۔ میرا دل کرتا ہے کہ تمھیں سگنل پر لے جا کر کھڑا کر دوں، کافی پیسے جمع ہو جائیں گے۔" اب کی بار ثوبیہ اُسے گھورنے لگی اور وہ دونوں کھکھلا کر ہنس دیں۔

"دو گی نا؟؟"

"اب ایسی بھکاریوں والی صورت دیکھ کر بھلا کوئی منع کر سکتا ہے۔ میں شام میں لے آؤں گی۔"

"اوہ زرکا نے مختار۔ آئی لو یو!! یو آر گریٹ۔۔۔" ثوبیہ اتنے زور سے چیخی کہ آس پاس بیٹھے گروپس مڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔



"مس زرکانے۔ آپ کیلئے کال ہے۔" وہ ابھی ہوسٹل سے ثوبیہ کے گھر جانے کیلئے نکلی ہی تھی کہ اُسے وارڈن نے اطلاع بھجوائی۔

وہ کال سننے آگئی۔

"ہیلو!"

"ہیلو زرکانے۔"

"اوہ گاڈ روشانے تم ہو۔ سب خیریت تو ہے نا؟"

"نہیں سب خیریت نہیں ہے۔" روشانے کا لہجہ عجیب سا تھا۔

کیا ہوا روشانے تم ٹھیک ہو نا؟" زرکانے پریشان ہونے لگی۔"

"ہاں، میں ٹھیک ہوں۔"

"اور ریحان بھائی؟"

"وہ بھی ٹھیک ہیں۔"

"پھر کیا ہوا ہے؟ امّاں، بابا، دانش سب ٹھیک ہیں نا؟"

"اللہ کا شکر ہے، سب بالکل ٹھیک ہیں زرکانے۔"

"پھر ہوا کیا ہے روشانے؟ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ تم بتاتی ہو یا میں لائن کاٹ دوں؟" زرکانے کو سخت غصہ آگیا تھا۔

"زرکانے بخت۔ تم خالہ بننے والی ہو۔"

"اوہ مائی گاڈ! اتنی بڑی خوشخبری سنانے میں تم نے اتنی دیر لگا دی۔ اگر تم میرے سامنے ہوتی نا تو میں نے تمھارا سر پھاڑ دینا تھا۔"

"اور میں تمھیں اپنی بیوی کا سر پھاڑ دیتا؟" فون ریحان بھائی نے لے لیا تھا۔

اُس نے ریحان بھائی کو مبارکباد دے کر فون بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پارٹ ون کے امتحان میں بیس دن ہی باقی تھے، مصروفیت حد سے سوا تھی۔ صبح سے اُس کی طبیعت کافی بوجھل سی ہو رہی تھی اور دل تھا کہ بھر بھر آ رہا تھا۔ وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ اُسے کیوں اتنا رونا آ رہا ہے۔ اُس نے روشانے کو بھی کال کر لی، بابا سے بھی بات کر لی، سب خیریت تھی پھر بھی اُس کی طبیعت کا بوجھل پن دور نہیں ہوا۔

"وہ کوچنگ سینٹر سے باہر نکلی ہی تھی کہ ثوبیہ دوڑتے ہوئے اُس کے قریب آئی۔ وہ ڈھیلا ڈھالا ٹی شرٹ اور ٹراوزر پہنے ہوئے رف سے حلیے میں تھی۔ اُس نے زرکانے کی کلائی تھام۔ "چلو زرکا نے ماں بلا رہی ہیں تمھیں۔

یہ کیا بدتمیزی ہے ثوبیہ۔ کلائی تو چھوڑو میرے اسٹوڈنٹس دیکھ رہے ہیں۔" زرکانے نے کوچنگ سینٹر سے باہر نکلتے اسٹوڈنٹس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ثوبیہ نے کلائی چھوڑ دی مگر اُس پر گویا عجلت سوار تھی۔ "چلو جلدی زرکانے۔

"مگر کیوں؟" زرکانے ٹھٹکی۔

"مجھے نہیں پتا، انہوں نے کہا کہ تمھیں بلا لاؤں۔"

"میں کل آ جاؤں گی ثوبیہ۔ مجھے ہوسٹل وقت پر پہنچنا ہے، وارڈن غصہ ہونگی۔"

تم چلو۔ ماں نے وارڈن سے بات کر لی ہے۔" ثوبیہ نے جھٹ سے جواب دیا۔"

"کیا بات کی ہے آنٹی نے، کہ میں ہوسٹل دیر سے آؤنگی؟"

"ہاں۔ یہی بات کی ہے ماں نے۔ تم چلو جلدی زرکانے۔" ثوبیہ جانے کیلئے مڑ گئی۔

"ثوبیہ کیا ہوا ہے؟ تم مجھ سے کیا چھپا رہی ہو؟" زرکانے اب بھی اپنی جگہ کھڑی تھی۔

"نہیں، کچھ بھی نہیں۔ میں بھلا تم سے کیا چھپاؤنگی۔" ثوبیہ نظریں چرا گئی۔

"ثوبیہ جب تک تم مجھے بتاؤ گی نہیں کہ تم مجھ سے کیا چھپا رہی ہو، میں یہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہلوں گی۔" زرکانے کا لہجہ حتمی تھا۔

"زرکانے!" ثوبیہ روہانسی ہو گئی۔

"ثوبیہ بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"زرکانے۔ وہ دراصل تمھارے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔" ثوبیہ نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

زرکانے کے ہاتھ سے فائل چھوٹ کر سڑک پر گر گئی اور وہ خود سڑک پر بیٹھتی چلی گئی۔

"زرکانے، زرکانے اُٹھو، گھر چلو یہ سڑک ہے سب دیکھ رہے ہیں۔" زرکانے کی حالت دیکھ کر ثوبیہ کے ہاتھ پاؤں سے جان نکل گئی۔

"شٹ اَپ، جسٹ شٹ اَپ ثوبیہ۔ میں کب سے تم سے پوچھے جا رہی ہوں کہ کیا ہوا ہے بتاؤ، مگر نہیں۔ میرے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے، تم مذاق تو نہیں کر رہی ثوبیہ؟" آنسو زرکانے کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔ اپنی عزیز از جان دوست کی یہ حالت دیکھ کر ثوبیہ بھی رونے لگی۔

"نہیں زرکانے، میں اتنا بے ہودہ مذاق کیوں کرونگی۔ سچ میں تمھارے بابا کو اٹیک ہوا ہے۔" ثوبیہ زرکانے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے سڑک سے اُٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر زرکانے اُس مصروف سڑک پر بیٹھ کر زاروقطار رو رہی تھی اور ثوبیہ اُسے دلاسہ دینے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

دھیرے دھیرے اُن کے اطراف لوگوں کا مجمع لگنے لگا، جس میں زیادہ تر کوچنگ سینٹر سے نکلنے والے زرکانے کے اسٹوڈنٹس تھے۔

زرکانے اُٹھو۔ ثوبیہ پھر اُسے سڑک سے اُٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔

"ثوبیہ ایسے کیسے انہیں ہارٹ اٹیک ہو گیا، وہ بالکل ٹھیک تھے۔ دوپہر میں میری اُن سے بات ہوئی تھی، اچانک انہیں کیا ہو گیا؟ میں تمھیں کہہ رہی تھی نا کہ میرا دل بہت بے چین ہو رہا ہے، مجھے آج صبح سے بہت رونا آ رہا تھا۔ دیکھو ثوبیہ میں یتیم ہو گئی، میرے بابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے، وہ اس دنیا میں میرے راہنما تھے، وہ بھی مجھے اِس بھیڑ میں چھوڑ کر چلے گئے، اب مجھے کون صحیح راہ بتائے گا۔" زرکانے بیچ سڑک پر بیٹھ بین کر کر کے رو رہی تھی۔

"زرکانے، انہیں صرف اٹیک ہوا ہے۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گے، انہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

"جھوٹ بول رہی ہو تم۔" زرکانے زور سے چیخی۔

"میں کہہ رہی ہوں نا، وہ مر جائیں گے۔ وہ مر جائیں گے ثوبیہ، وہ مر جائیں گے۔" ثوبیہ نے بے بسی سے اُس کی طرف دیکھا۔

"مجھے اپنا فون دو، مجھے بابا کو کال کرنی ہے۔" زرکانے نے آنسوں پوچھتے ہوئے ثوبیہ سے کہا۔

"زرکانے میری جان سنبھالو خود کو، میں موبائیل نہیں لائی ہوں۔ تم گھر چلو پھر وہیں سے فون کر لینا۔"

"شٹ اَپ!" زرکانے چیخی۔

"مجھے ابھی بابا سے بات کرنی ہے، تم کہیں سے بھی مجھے فون لا دو۔" اُس نے پھر سے رونا شروع کر دیا تھا۔

"یہ لیں مِس۔" بھیڑ میں سے کسی طالبِ علم نے اپنا فون آگے کیا۔

زرکا نے نے جھپٹنے کے انداز میں موبائیل اُس کے ہاتھ سے لیا اور جلدی جلدی نمبر ملانے لگی۔

ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، اُس نے تمام نمبر ٹرائی کر لئے مگر دانش کا نمبر آف آرہا تھا اور باقی کوئی بھی کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔

زرکا نے نے غصے میں موبائیل قریب پڑی فائیل پر پٹخ دیا، اور سر ہاتھوں میں تھام کر پھر زور و شور سے رونے لگی۔

ثوبیہ آخر کار بہت سمجھا بجھا کر زرکا نے کو اپنے اپارٹمنٹ تک لانے میں کامیاب ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

روحینہ بیگم کا بڑا بیٹا عرش روحینہ بیگم، ثوبیہ اور زرکا نے کو لے کر گاؤں گیا تھا۔ اور وہاں زرکا نے جس طرح باپ کی نعش سے لپٹ کر روئی تھی اُسے دیکھ کر ہر آنکھ اشک بار ہو گئی تھی۔ روحینہ بیگم، ثوبیہ اور عرش ایک دن ٹھہر کر واپس آگئے تھے کہ عرش کے آفس کا حرج ہو رہا تھا۔

زرکا نے کچھ کھالو، تم نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا۔ روشانے کھانے کی پلیٹ لئے اُس کے سامنے کھڑی تھی۔ آج مولوی مختار بخت کی موت کو تین دن ہو گئے تھے اور دانش ہنوز لا پتہ تھا۔

زرکا نے نے روشانے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے پاس بٹھالیا۔

"امّاں کہاں ہے؟"

"وہ سو رہی ہیں۔"

"انہوں نے کچھ کھایا؟"

"ہاں۔ آدھی روٹی کھائی ہے، ابھی انہیں ہی دوائی دے کر آرہی ہوں۔"

"وہ ٹھیک ہیں؟"

"ہنہ! انھیں کیا ہونا ہے۔ یاد ہے زرکا نے میں تمھارے محبتوں کے حسان و کتاب پر ہنستی تھی۔ مگر تم صحیح تھی۔ امّاں نے بابا کی موت کا سوگ تو صرف اُس وقت تک منایا جب تک اُن کا جنازہ اِس گھر میں رکھا رہا، وہ تو دانش کو لے کر پریشان ہیں۔ جب بھی اُن کے پاس جاؤ تو ایک ہی سوال ہوتا ہے کہ دانش کا فون آیا، اُس کا کچھ پتا چلا؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی عورت ایسی کیسے ہو سکتی ہے کہ اُسے اپنے شوہر کی موت سے زیادہ اولاد کی گمشدگی کا غم ہو۔" پہلی بار روشانے ماں کو غلط کہہ رہی تھی۔

"روشانے تم ماں بننے والی ہو، تمھیں ایک مشورہ دوں؟"

"ہاں کہو۔"

"تم امّاں کی جیسی ماں مت بننا، اپنی اولاد کی کبھی ایسی تربیت مت کرنا۔" زرکا نے دھیمے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"زرکا نے تم امّاں کو بابا کی موت کا ذمّہ دار سمجھتی ہو؟"

"موت تو برحق ہے مگر ہاں! امّاں اگر دانش کی صحیح تربیت کرتیں تو آج یہ سب اِسطرح نہ ہوتا۔" اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"تم ہوسٹل کب جاؤ گی؟"

"روشانے میں ہوسٹل چلی جاؤں گی، تم سسرال تو امّاں؟ امّاں کہاں جائینگی؟"

"امّاں کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔" روشانے نے کہا۔

"روشانے وہ تمھاری سسرال ہے، تم کب تک امّاں کو وہاں رکھو گی۔ تم ایسا کرو کہ تم یہاں کچھ دن ٹھہر جاؤ میں کچھ انتظام کرتی ہوں اور پھر اگلے سمسٹر میں ہوسٹل چھوڑ دوں گی۔"

"تم کیا کرو گی زرکا نے؟ شہر میں تو کرایے پر گھر لینا بھی کتنا مشکل ہے، اتنے پیسے کہاں سے آئیں گے۔ دانش تو بابا کا پورا اکاؤنٹ گویا ساتھ لے گیا۔" روشانے بہت متفکر تھی۔

"میں پندرہ ہزار ہر ماہ کما رہی ہوں، کچھ نہ کچھ کر ہی لوں گی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

زرکانے فائزہ کو ثوبیہ کا نمبر دے آئی تھی، تو جب مولوی صاحب کی موت ہوئی تو فائزہ نے ہی ثوبیہ کے نمبر پر کال کر کے بتایا۔ مگر روحینہ بیگم کے کہنے پر زرکانے کو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ اُس کے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔

"روشانے ہوا کیا تھا اُس دن؟"

"فائزہ کی بات غلط نہیں تھی، دانش کا اپنی جونئیر زوباریہ جو کہ پردھان کی بیٹی تھی کے ساتھ زور و شور سے افیئر چل رہا تھا۔ دانش زوباریہ کے عشق میں اتنا پاگل ہو گیا تھا کہ نہ اُسے اپنی پڑھائی کی فکر تھی نہ ہی اپنے ماں باپ کی عزت کی اور نہ ہی زوباریہ کو بھی اِس بات کا احساس تھا کہ اُسکا ایک غلط قدم اُسکی اور اُس کے والدین کی ساری عزت کو ملیا میٹ کر دے گا۔ کمبائن اسٹڈی کے نام پر دوستوں کے ساتھ رات گئے تک آوارہ گردیاں کرنا، بائیک ریس کرنا، اور پوری پوری رات زوباریہ سے فون پر فحش گفتگو کرنا، لیکچرس چھوڑ کر ہوٹلنگ کرنا، پارک میں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے گھومنا اُن دونوں کا

معمول بن گیا تھا۔ اِسی طرح ایک دن کالج جانے کی بجائے دونوں نے ایک ہوٹل میں ملنے کا پروگرام بنایا۔" روشانے کو جتنی باتیں پتا چلی تھیں وہ تفصیل سے زرکانے کو بتارہی تھی۔

"روشانے۔ زوباریہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جس کا دور دور تک مسجد اور دین سے واسطہ نہیں ہے، مگر دانش تو ایک مولوی کا بیٹا تھا نا، اُسے اِس بات کا خیال اور احساس کرنا چاہیئے تھا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ اُسے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے تھی کہ اللہ دیکھ رہا ہے، موت آنی ہے اور اُس اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ مگر اُس نے کسی بات کا خیال نہیں کیا۔ جانتی ہو کیوں؟"

روشانے اُس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"وہ اِس لئے کہ امّاں نے کبھی اُسے یہ باتیں سکھئی ہی نہیں۔ امّاں ہمیشہ کہتی تھیں کہ وہ مرد ہے، اُس سے کوئی سوال نہیں کرے گا کہ اُس نے کیا کیا، کیوں کیا؟ مگر امّاں غلط تھیں روشانے۔ مرد سے بھی سوال کئے جاتے ہیں۔ پردھان اور اُن کے بیٹے اس در پہ سوال کرنے ہی آئے تھے نا؟" زرکانے کی آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

"زرکانے۔ دانش اور زوباریہ ایک ہوٹل میں ملے تھے، دونوں نے ساتھ وقت گذارا تھا، پورا ایک دن اور وہ دونوں حلال حرام کی تمیز بھول بیٹھے، جس کا نتیجہ کچھ دنوں بعد زوباریہ کی پریگننسی کی صورت میں سامنے آیا۔ وہ دونوں ڈر گئے تھے، دانش اُسے ہسپتال لے گیا تھا ابورشن کیلئے۔ وہاں کسی نے اُسے دیکھ لیا اور ویڈیو بنا کر یوٹیوب پر اَپ لوڈ کر دی جسے پردھان کے بیٹے نے دیکھ لیا۔ وہ لوگ مغرب سے کچھ دیر قبل یہاں آئے تو دانش گھر میں ہی تھا۔ امّاں سوائے پریگننسی کے باقی تمام باتوں سے واقف تھیں، معاملہ بگڑتا دیکھ کر امّاں نے اُسے اپنی جویلری اور بابا کی چیک بک دے کر پچھلے راستے سے بھگا دیا۔"

"گھر کے سامنے ہنگامہ مچا تھا، پورا گاؤں یہاں جمع تھا، اُن لوگوں نے بابا سے بہت بد تمیزی کی، اُن کی کافی بے عزتی کی، گالیاں دیں۔ بابا یہ ذلت بر داشت نہیں کر پائے اور صحن میں ہی گر کر انتقال کر گئے۔ دوسری طرف دانش پردھان کی بیٹی کو بھگا لے گیا، اور اب امّاں اُس کی منتظر ہیں۔

زرکانے ایک بار پھر زارو قطار رونے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"روشانے تمہارا موبائیل بج رہا ہے، ریحان بھائی کی کال ہے۔" زرکانے کچن میں ہی موبائیل لے آئی تھی۔

روشانے نے موبائیل اُس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"ہیلو ریحان۔"

کیا! دانش کا پتا چل گیا؟ کہاں ہے وہ؟" خوشی کے مارے روشانے کی آواز اونچی ہو گئی۔

"کیا!!" موبائیل اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گود میں جا گرا۔

"کیا ہوا روشانے، کچھ تو بولو۔" زرکا نے پریشان ہو گئی مگر روشانے گویا حواسوں میں ہی نہیں تھی۔

"زرکا نے نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا۔ "ہیلو ریحان بھائی، کیا ہوا ہے؟

"ٹھیک ہے آپ اُسے لے آئیں میں امّی کو بتاتی ہوں۔" اُسکا لہجہ برف کی طرح سرد تھا۔

روشانے اب بھی فرش پر بیٹھی بے آواز رو رہی تھی، زرکا نے نے ایک نظر اُس پر ڈالی اور امّاں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"امّی باہر آ جائیں، دانش کا پتا چل گیا ہے، ریحان بھائی اُسے لا رہے ہیں۔" زرکا نے نے ایک ہی سانس میں پوری اطلاع وحیدہ بیگم کے گوشِ گذار کی اور اپنے کمرے میں چلی آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وحیدہ بیگم پورے گھر میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی، انہیں اپنے جان سے عزیز بیٹے کا جو انتظار تھا۔

ایک گھنٹے بعد اُن کے گھر کے سامنے ایمبولنس آ کر رکی اور ٹھیک تین دن بعد مولوی مختار بخت کے صحن میں دوسری نعش لا کر رکھی گئی۔ دانش مختار کی لاش۔۔۔

وحیدہ بیگم پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

دانش اور زوباریہ نے ٹرین کی پٹری پر لیٹ کر جان دے دی تھی۔ دانش کے دونوں پیر کٹ گئے تھے اور گردن تھوڑی سی چمڑی کے سہارے جڑی تھی۔ دو گھنٹے کے اندر قبر اور جنازہ تیار کر لیا گیا۔

جب جنازہ اُٹھانے کا وقت قریب آیا اور گھر کی عورتوں سے آخری دیدار کیلئے کہا گیا تو زرکا نے بھی اپنے اکلوتے بھائی کر آخری دیدار کیلئے آگے بڑھی مگر وحیدہ بیگم نے اُسے دھکا مار کر پرے کر دیا، وہ دانش کی لاش کو سینے سے چمٹائے زرکا نے کو بددعائیں دے رہی تھیں۔

روشانے نے وحیدہ بیگم کو کسی طرح لاش سے الگ کیا، مگر جب جنازہ اُٹھایا گیا اُس وقت جس طرح وحیدہ بیگم چیخیں مار مار کر روئیں تھیں، لاکھ ضبط کے باوجود زرکا نے کے آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تم کہاں جارہی ہو؟" روشانے زرکانے کو بیگ پیک کرتے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"یونیورسٹی۔"

"دانش کی میت اِس گھر سے اُٹھے ابھی 24 گھنٹے بھی نہیں ہوئے اور تم واپس جارہی ہو؟"

"میں یہاں رُک کر کیا کروں، تم ہی بتاؤ روشانے۔ میں یہاں رہوں گی تو اماں کی طبیعت اور بگڑے گی، میں اُن کے سامنے جاتی ہوں وہ چیخنا چلانا، صلواتیں سنانا، بد دعائیں دینا شروع کر دیتیں ہیں۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے، وہ ماں ہیں مجھے اُن کی آہ سے ڈر لگتا ہے روشانے۔"

"زرکانے وہ تم سے بدگمان ہیں میری جان، تم یہ بھی تو دیکھو کہ انہوں نے تین دن کے اندر اندر اپنے شوہر اور اپنے جوان بیٹے کو کھویا ہے۔" روشانے اُسے سمجھانے لگی۔

"روشانے جنہیں اُنہوں نے کھویا ہے اُن سے میرا بھی بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ خیر اِسے چھوڑو یہ لا حاصل بحث ہے، تم ریحان بھائی سے کہو کہ مجھے اسٹیشن تک پہنچا دیں۔"

"کیا مطلب! تم اکیلی سفر کرو گی؟"

"بالکل روشانے ریحان۔ جن کے محرم نہیں ہوتے انہیں تنہا ہی سفر کرنا ہوتا ہے۔" روشانے کو ڈھیروں رونا آگیا۔

"ٹھیک ہے میں ریحان سے کہتی ہوں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

ثوبیہ یونیورسٹی سے آکر سو گئی تھی، دروازہ پر ہوتی مسلسل بیل سے اُسکی آنکھ کھل گئی۔ ماں کے کمرے میں جھانکا تو وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔

ثوبیہ نے غصے میں دھاڑ سے دروازہ کھولا مگر سامنے زرکانے کو دیکھ کر سارا غصہ کافور ہو گیا۔

اوہ زرکانے تم ہو، میں سمجھی یہ چوزے ہیں۔" ثوبیہ نے آگے بڑھ کر اُسے گلے لگایا۔"

"کون تھا دروازہ پر ثوبیہ؟" روحینہ بیگم نماز ختم کر کے ہال میں آگئیں تھیں۔

"السلام علیکم آنٹی۔"

"وعلیکم السلام۔ ارے زرکانے تم آئی ہو، کیسی ہو بیٹا؟"

"الحمد اللہ آنٹی، ٹھیک ہوں۔"

"اور تمھاری امّی اور باقی گھر والے؟"

"امّی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" زرکا نے نظریں جھکائے گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"تو بیٹا تم کچھ دن رک جاتی، انہیں سہارا رہتا۔"

"میں اُن کا سہارا ہی تو بننا چاہتی ہوں آنٹی، اسی لئے واپس آ گئی۔ یہ جاب میرے لئے بہت اہم ہے، میں اِسے رِسک میں نہیں ڈال سکتی، کیونکہ اپنے خواب اب مجھے ہی پورے کرنے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ امّی کی بھی ذمّہ داری مجھ پر ہی ہے۔"

"اللہ رکھے تمھارے بھائی کو بیٹا، والدین تو بیٹوں کی ذمّہ داری ہوتے ہیں۔"

"آنٹی امّی کا کوئی بیٹا نہیں ہے، میں ہی اُن کی بیٹی بھی ہوں اور بیٹا بھی۔"

"تمھارا ایک بھائی بھی تو ہے، کیا نام ہے اُسکا؟"

"آنٹی وہ انتقال کر گیا۔" روحینہ بیگم کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو زرکا نے، ہوش میں تو ہو؟" اب کی ثوبیہ سے چپ نہیں رہا گیا۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں ثوبیہ۔ اُس نے خودکشی کر لی۔" زرکا نے مختصراً دانش کی موت کے بارے میں بتایا۔ ثوبیہ اور روحینہ بیگم کے آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے مگر زرکا نے کی آنکھیں خشک تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"امّاں پلیز کچھ کھالیں، دو دن سے آپ نے کھانا نہیں کھایا۔" روشانے وحیدہ بیگم کیلیئے کھانا اُن کے کمرہ میں لے آئی تھی۔ وحیدہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"امّاں پلیز۔ دیکھیں میری بھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، پھر آپ کو بھی تو پیکنگ کرنی ہے، کچھ تو کھالیں۔"

"طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو چلی جاؤ اپنی سسرال، یہاں تمھیں کچھ بھی اچھا کھانے پینے نہیں ملے گا، خدا نے اِس گھر سے رزق اُٹھالیا ہے۔ کیوں بیٹھی ہو یہاں، تم بھی چلی جاؤ۔ ویسے بھی شادی کے بعد لڑکیاں سسرال میں ہی اچھی لگتی ہیں۔ جاؤ بیگ پیک کرو، اپنے شوہر کو بلاؤ اور اپنی سسرال سدھارو۔" تیز تیز بولنے کی وجہ سے وحیدہ بیگم کی سانس پھولنے لگی تھی۔

روشانے نے ٹرے ٹیبل پر رکھ دی اور پانی کا گلاس آگے بڑھایا جسے وحیدہ بیگم نے ہاتھ مار کر دور پھینک دیا۔ روشانے کی آنکھوں میں

ڈھیروں آنسوں آ گئے۔

"امّاں دانش کی اتنی گری حرکت کی باوجود پر دھان نے آپکو اِس گھر میں رہنے دیا ہے تو یہ اُن کا احسان ہے، مگر کب تک وہ رہنے دیں گے آپکو۔ آپ میری سسرال بھی نہیں چلیں گیں تو آپکو زرکا نے کے ساتھ جانا ہی پڑے گا نا۔ اُس نے شہر میں اپارٹمنٹ رینٹ پر لے لیا ہے، اُس نے ہوسٹل چھوڑ دیا ہے، کس کے لئے۔۔۔ صرف آپ کے لئے امّاں۔"

"نہیں جانا مجھے اُس قاتل کے ساتھ، اُس کے ساتھ بھیجنے سے بہتر ہے تم مجھے کسی اولڈ ایج ہوم بھیج دو۔"

"اللہ نہ کرے امّاں۔ یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ کی ماشاء اللہ دو دو بیٹیاں ہیں اور ہمارے ہوتے ہوئے آپ کے اولڈ ایج ہوم جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"اگر تم یہ نہیں کر سکتی روشانے تو جاؤ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ اُس بدبخت کے ساتھ جانے سے بہتر ہے میں بھی دانش کی طرح کسی ٹرین کے سامنے آ کر جان دے دوں۔" وحیدہ بیگم ایک بار پھر شروع ہو چکی تھیں۔

"اللہ نہ کرے امّاں، ہو کیا گیا ہے آپ کو۔ وہ دانش کی قاتل نہیں ہے وہ تو یہاں تھی بھی نہیں۔ امّاں اُسے بھی دانش کی موت کا اُتنا ہی غم ہے جتنا آپکو اور مجھے ہے۔" روشانے وحیدہ بیگم کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اُسے کس بات کا گم، اُس کے تو سینے میں ٹھنڈ پڑ گئی ہو گی، اُسے تو سکون مل گیا ہو گا کہ میرا بیٹا مر گیا، وہی کھا گئی میرے بیٹے کو، وہ منحوس ہے۔" وحیدہ بیگم جاہل عورتوں کی طرح بین کر کر کے رو رہی تھیں۔

"کیا ہو رہا ہے یہ سب روشانے، امّاں کیوں رو رہی ہیں؟" زرکا نے کمرے میں داخل ہوئی۔

"کچھ نہیں، تم بتاؤ پر دھان آئے تھے؟"

"ہاں۔ انہوں نے پرسوں تک گھر خالی کرنے کہا ہے، نئے امام صاحب آ رہے ہیں تو انہیں یہ گھر خالی چاہئے، تم امّاں کی پیکنگ کر دو ہم کل ہی چلے جائیں گے۔"

"تمھارے ساتھ جانے سے بہتر ہے میں بھی مر جاؤں۔ اے اللہ تو نے میرا بیٹا چھین لیا اور مجھ کیوں زندہ رکھا ہے، مجھے بھی موت دے دے اے میرے مولا۔" وحیدہ بیگم کی آہ وزاری اب بھی جاری تھی۔

"امّاں اس طرح موت نہ مانگیں۔ اللہ ناراض ہوتا ہے اور آپ کی بعد میرا اور زرکانے کا اِس بھری دنیا میں ہے ہی کون؟" روشانے باقاعدہ رونے لگی تھی۔

"دیکھ لینا روشانے تم مجھے اِس قاتل کے ساتھ بھیج رہی ہو نہ، ایک ہفتے میں ہی تمھیں میری بھی موت کی خبر ملے گی، یہ ہم سب کو کھا جائے گی، میں بھی مر جاؤں گی۔" وحیدہ بیگم اول فول بکے جا رہیں تھیں۔

"کوئی اتنی آسانی سے نہیں مرتا امّاں، موت اتنی آسان ہوتی تو جتنی محبت آپ دانش سے کرتیں ہیں نا تو اُس کی موت کے بعد آپ اتنے دن زندہ نہیں رہتیں۔ مگر کبھی کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا اور نہ ہی کسی کے ساتھ، تو آپ بھی بے فکر رہئے آپ میرے ساتھ رہنے سے مر نہیں جائینگی۔" زرکانے کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تھینک یو سو مچ کعب! اگر تم مشکل وقت میں میری ہیلپ نہیں کرتے تو پتا نہیں میں یہ سب کیسے کرتی۔"

"ارے مِس۔ تھینک یو کہہ کر آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں، وہ تو ابّو کی بلڈنگ میں ایک اپارٹمنٹ خالی تھا اور جب میں نے اُن سے آپکی پریشانی کا بتایا تو وہ مان گئے۔"

"میں تمھارے والد کی بھی بہت شکر گزار ہوں۔"

کعب زرکانے کا اسٹوڈنٹ تھا، اُس کے والد ایک جانے مانے بلڈر تھے۔ زرکانے نے جب اُس سے کہا کہ اُسے ایمرجنسی میں ایک اپارٹمنٹ رینٹ پر چاہیے تو اس نے اپنے والد سے بات کی۔ چونکہ کعب زرکانے کا اسٹوڈنٹ تھا اِسی لیے سہولت ہو گئی۔

امّاں کو یہاں آئے چھ ماہ ہو گئے تھے، اُن کا رویہ زرکانے کے نارمل تو نہیں تھا مگر ہاں، وہ اب زرکانے کو لعنتیں ملامتیں نہیں کرتیں تھیں، کیونکہ اُس کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔ وہ اگر زرکانے کو گالیں بھی دیتیں، دھتکارتیں، اُس کا لایا ہوا کھانا اُٹھا کر دور پھینک دیتیں تب بھی وہ بنا کچھ کہے چلی جاتی اور دوسری پلیٹ تیار کر لاتی۔ اُس نے وحیدہ بیگم کی ہر بات کا اور خاص طور پر لعنتوں ملامتوں کا جواب دینا چھوڑ دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب وہ بھی زرکانے کو کچھ نہیں کہتیں۔ زرکانے ہی اُن سے کوئی چھوٹی بڑی بات کر لیتی۔

ثوبیہ کی والدہ بھی ہفتے دو ہفتوں میں اُس کے اپارٹمنٹ کا چکر لگا لیتیں۔ وحیدہ بیگم اُن سے اور ثوبیہ سے بہت اچھی طرح ملتی تھیں، زرکانے کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ اُس کے حوالے سے گھر میں آنے والے کسی بھی فرد سے کوئی بدزبانی نہیں کرتیں، مگر دل ہی دل میں اُسے اِس بات کا احساس اب بھی تھا کہ اُس کی ماں اُسے آج بھی اتنا ہی ناپسند کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"تمھارا فون بج رہا ہے۔" وہ کمرے میں بیٹھی اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب وحیدہ بیگم اُس کا موبائیل لے آئیں۔

"اوہ! روشانے ہے۔"

"السلام علیکم۔"

"کیسی ہو روشانے؟"

"گھر میں سب ٹھیک ہیں؟"

"اچھا ایک بات کرنی تھی تم سے۔ دراصل میں چاہ رہی تھی کہ تم کچھ دنوں کیلیئے یہاں آجاؤ، تھوڑا گھوم پھر لو گی۔ پھر دو تین ماہ بعد تم مصروف ہو جاؤ گی۔"

نہیں زرکانے۔ اِس حالت میں اتنا لمبا سفر کرنا مناسب نہیں ہو گا۔" روشانے ہچکچا رہی تھی۔"

"پلیز روشانے، میری یونیورسٹی میں ثقافتی پروگرام ہونے والے ہیں۔ پلیز آجاؤ۔ میں ریحان بھائی سے بات کرونگی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہیلو جناب! کیا ہو رہا ہے؟"

"کچھ خاص نہیں۔ آؤ بیٹھو۔" ثوبیہ نے موبائیل سائڈ میں رکھ دیا۔

"آنٹی سے پوچھا تو پتا چلا کہ کمرے میں ہو۔ کیا ہوا، بچّوں کے چلے جانے سے اَپ سیٹ ہو؟"

"ہاں یار۔ پورا ایک ہفتہ بچے نہیں ہونگے۔ اُن کے بغیر لائف بورنگ ہو جاتی ہے۔ بھابھیاں خود چلی جاتیں مائیکے، بچوں کو میں سنبھال لیتی نا۔ مگر اُنھیں اپنی اِس نالائق نند پر اعتبار ہی نہیں ہے۔" ثوبیہ بہت دلبرداشتہ ہو رہی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے یار، پورا سال وہ تمھارے ساتھ ہی تو ہوتے ہیں، اب اُن کے ننھیال والوں سے ملنا بھی تو اُن کا حق ہے نا میری جان۔"

"اویں ہی۔ ثوبیہ نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی۔ اچھا وہ سب چھوڑو، میں تم سے نے حد خفا ہوں۔"

"ہائے!! اب میں نے کیا کر دیا جو تم مجھ سے ناراض ہو گئی؟"

"روشانے آئی ہوئی ہے اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔ وہ تو ماں تمہارے گھر گئیں تھیں تو پتا چلا۔"

"اتنی چھوٹی سی بات پر ناراض ہو۔ میں نے روشانے کو بلایا ہے کہ وہ بھی یونیورسٹی کا ثقافتی پروگرام دیکھ لے۔ اگر وہ آجائے گی یونیورسٹی تو شاید اماں بھی آجائیں۔ اور سچ بتاؤں تو میں نے روشانے کو اِسی لئے بلایا ہے، میں چاہتی ہوں کہ اماں یونیورسٹی آئیں۔ جانتی ہو ثوبیہ میں جب بھی اسکول، کالج کے کسی بھی مقابلے میں حصہ لیتی تھی تو تمام طلبہ کے مائیں آتیں تھیں مگر میری اماں نہیں آتیں تھیں اور یہ بات مجھے بہت تکلیف دیتی تھی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ میری تعلیم کا آخری سال ہے تو میں چاہتی ہوں کہ اماں یونیورسٹی آئیں۔"

"اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے جناب۔ تم فکر ہی نہ کرو، میں تمھاری اماں کو راضی کر لونگی۔ وہ ضرور آئیں گی۔"

"تھینک یو ثوبیہ۔"

"یو آر آلویز ویلکم جہادی گرل۔۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

تین دن کا ثقافتی پروگرام غزل گوئی، بیت بازی، فوڈ فیسٹیول، سیلڈ ڈیکوریشن، مختلف طرح کی پینٹنگ، کارڈ میکنگ، بے کار اشیاء سے کارآمد اشیاء بنانا اور آخر میں پرسنالٹی کانٹیسٹ پر مبنی تھا۔ پرسنالٹی کانٹیسٹ کی بنیاد پر یونیورسٹی کی کوئین چنی جانی تھی۔ اِس کانٹیسٹ کے کل تین راؤنڈ تھے، جن میں سے دو راؤنڈ ہو چکے تھے اور ثوبیہ پہلے ہی راؤنڈ میں باہر ہو گئی تھی۔ تیسرے راؤنڈ میں پہنچنے والی دو لڑکیوں میں ایک نام زرکانے کا بھی تھا۔

"مبارک ہو یار تم فائنل راؤنڈ میں پہنچ گئی۔" ثوبیہ بیک اسٹیج زرکانے کو مبارکباد دینے آئی تھی۔

"کیا فائدہ یار اماں تو آئیں ہی نہیں، میں نے تم سے کہا تھا نا کہ وہ نہیں آئیں گیں۔ تمھیں ہی خواہ مخواہ کی خوشفہمی تھی اور میں بھی تمھاری باتوں میں آ گئی۔" زرکانے سخت دلبرداشتہ تھی۔

"تم اس طرح ناامید تو نہ ہو، آجائیں گے۔ ماں نے کہا تھا کہ وہ روشانے اور آنٹی کو لے آئیں گی۔ پتا نہیں کہاں رہ گئے وہ لوگ۔" ابھی ثوبیہ کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ موبائیل گنگنا اُٹھا۔

"ہاں، ہیلو ماں۔ کہاں رہ گئے ہو آپ لوگ؟"

"کیا، آ گئے؟ اور آنٹی اور روشانے؟"

تھینک یو، تھینک یو سو مچ ماں۔ آئی لو یو۔۔۔" ثوبیہ نے موبائیل پرس میں رکھا۔"

"لو جی زرکا نے مختار بخت! آ گئیں تمھاری اماں، میں نے کہا تھا نا کہ وہ آئیں گیں، مگر اِس دنیا میں اب تک کوئی ایسا پیدا ہی نہیں ہوا جسے اِس ناچیز پر بھروسہ ہو۔" ثوبیہ نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"مجھے تم پر اعتبار ہے جنگلی، تھینک یو سوچ۔" زرکا نے سچ مچ اُس کی شکر گذار تھی۔

"اوکے اوکے۔۔۔ جاؤ اینکر تمھارا نام پکار رہی ہے۔ بیسٹ آف لک۔"

"تھینک یو اگین۔۔۔" زرکا نے مسکراتی ہوئی اسٹیج پر چلی گئی۔



اسٹیج پر پانچ فٹ کی دوری پر دو کرسیاں رکھیں تھیں جن میں سے ایک پر زرکا نے اور دوسری پر جویریہ جو کہ دفاعی چیمپیئن بھی تھی براجمان تھی۔ اینکر پوڈیم پر کھڑی تیسرے راؤنڈ کے قوانین بتا رہی تھی۔

"اِس راؤنڈ میں دونوں فریقین کو ایک لفظ دیا جائے گا اور آپ کے پاس تین منٹ کا وقت ہو گا۔ آپکو جو کاغذ دیا جائے گا اِس کے نیچے کاربن پیپر لگا ہے، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جو آپ لکھیں گے اُس کی کاربن کاپی بنے گی اور وہ ہم ہمارے ججز کو دیں گے۔ اِس تین منٹ کے وقت میں جو کچھ آپ لکھیں گے اُسے بعد میں سب کے سامنے پڑھ کر سنانا ہو گا۔"

زرکا نے گہری سانس لی، اماں کی طرف دیکھا تو وہ اُسی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ "مجھے یہ مقابلہ جیتنا ہے، اماں کیلئے کہ وہ آج پہلی مرتبہ اُسکا مقابلہ دیکھنے آئیں تھیں۔" زرکا نے پختہ ارادہ کیا۔

"پورے ہال میں سناٹا چھایا تھا، جسے اینکر کی آواز نے توڑا۔ "آپکا لفظ ہے عزّت اور آپکا وقت شروع ہوتا ہے۔"

زرکا نے ایک نظر پھر اماں کی طرف دیکھا اور گردن جھکا لی۔

جیسے ہی وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجی، اِس نے سر اوپر اٹھایا۔ اماں اب بھی اُسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ اینکر نے کاربن کاپی ججز کو دی اور پہلے جویریہ کو مائک پہ بلایا کہ وہ پرچہ پڑھ کر سنائے جس کا لبِ لباب یہ تھا کہ "عزت مانگی یا خریدی نہیں جاتی بلکہ کمائی جاتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دوسرے آپکی عزت کریں تو آپکو چاہیے کہ پہلے آپ خود اُن کی عزت کریں، کیونکہ جب آپ دوسروں کی عزت کریں گے تو دوسرے بدلے میں آپکو وہی واپس دیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بزرگوں کی، استادوں کی، اور اپنے سے چھوٹوں تک کی عزت کریں۔۔۔" جویریہ خاموش ہوئی تو ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔

"زرکا نے مختار۔" اینکر نے اُس کا نام پکارا۔

وہ مائک کے پاس آکر کھڑی ہو گئی، زبان لبوں پر پھیری، امّاں کی طرف دیکھا اور پھر اپنا پرچہ آگے کر لیا۔

"عزت۔۔۔ ایک انتہائی چھوٹا لفظ، مگر جب اِس کی قیمت لگائی جائے تو قارون کا خزانہ بھی اِسے خریدنے سے قاصر ہو جائے۔ جو اہمیت عورت کی عزت کی ہوتی ہے وہی اہمیت مرد کے عزت کی بھی ہوتی ہے، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمیشہ بیٹیوں کو ہی یہ تلقین کی جاتی ہے کہ ہماری عزت بنائے رکھنا تمھارا کام ہے۔ کیا بیٹوں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی؟ دنیا میں آج تک جتنے والدین نے ذلت چکھی ہے کیا وہ صرف بیٹیوں کی ہی مرہونِ منت ہے؟ کیا بیٹے صرف عزت بڑھانے کا کام کرتے ہیں؟ نہیں! عزت کے جنازے تو بیٹے بھی نکالتے ہیں، نہ صرف اپنے والدین کی عزت کا جنازہ بلکہ کئی دوسرے گھرانوں کی بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کی عزت کا جنازہ بھی۔۔۔" زرکا نے ایک لمحے کیلئے خاموش ہوئی، ہال میں موت کا سا سناٹا چھایا تھا۔ اُس نے ایک نظر پورے ہال پر ڈالی اور اپنی بات آگے بڑھائی۔

"لڑکیاں پوری زندگی ایک مرد کی عزت بنائے رکھنے میں جتی رہتیں ہیں۔ کبھی باپ کی عزت، کبھی بھائی، کبھی شوہر اور کبھی بیٹے کی عزت بنائے رکھنے میں۔۔ مگر اکثر یہی مرد ہر روپ میں عورت کو ذلیل کرتا ہے، خوار کرتا ہے۔ آج لڑکیاں چاند پر پہنچ گئیں مگر آج بھی مرد عورت کو پیر کی جوتی اور قدموں تلے آنے والی خاک سے زیادہ درجہ نہیں دیتا، عزت نہیں کرتا۔"

"غلطی صرف مرد کی نہیں ہے، غلطی ہم عورتوں کی بھی ہے۔ ہم سب سے اہم کردار ماں کے روپ میں ادا کرتے ہیں۔ ماں جب اپنے بیٹے کی پرورش کرتی ہے تو اُس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اُسے عورت کی عزت کرنا سکھائے، کیونکہ آج کا یہی بیٹا کل کسی کا بھائی بنتا ہے، کسی کا شوہر بنتا ہے اور کسی کا باپ بنتا ہے"۔۔۔۔ جیسے ہی زرکا نے نے آخری لفظ بولا ججز کھڑے ہو گئے، پورا ہال تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اُٹھا۔ جویریہ نے آگے بڑھ کر اُس سے ہاتھ ملایا، وہ جان گئی تھی کہ یونیورسٹی کو نئی کوئین مل گئی ہے۔

زرکا نے مختار بخت۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"مبارکاں جناب! ابھی رزلٹ آنے میں وقت ہے مگر تم ہی کوئین بنو گی۔"

"تھینک یو ثوبیہ۔ امّاں کہاں ہیں؟ مجھے اُن سے ملنا ہے۔"

"زرکا نے بعد میں مل لینا، ابھی تمھارا بیک اسٹیج رہنا ضروری ہے۔"

تم روشانے سے کہو کہ امّاں کو یہاں لے آئے۔" زرکا نے ماں سے ملنے کیلئے بے چین تھی۔"

"ٹھیک ہے۔"ثوبیہ مڑی تو پیچھے ہی امّاں اور روشانے نظر آئیں۔"لو آ گئیں آنٹی، تم بات کرو میں بھی اپنی ماں سے مل لوں۔"ثوبیہ باہر چلی گئی۔اب کمرہ میں روشانے، وحیدہ بیگم اور زرکانے ہی تھے۔

"السلام علیکم امّی۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔"

امّی آئیں نا بیٹھیں۔"زرکانے نے انھیں شانوں سے پکڑ کر قریب پڑی کرسی پر بٹھایا۔"

امّی آپ اندازہ نہیں لگا سکتی کہ میں کتنی خوش ہوں آج آپکو یہاں دیکھ کر۔"خوشی زرکانے کے چہرے سے عیاں تھی۔"

"زرکانے۔کیا تم نے یہی سب سنانے کیلئے ہمیں یہاں بلایا تھا؟"اس سے پہلے کہ وحیدہ بیگم کچھ کہیں، روشانے نے غصہ میں زرکانے سے سوال کیا۔

"کیا ہوا روشانے؟"زرکانے کچھ نہیں سمجھی تھی۔

"یہ بتاؤ زرکانے مختار۔تم نے اسٹیج پر جو زریں خیالات کا اظہار کیا تھا وہ صرف مقابلہ جیتنے کیلئے لکھی جانے والی تحریر تھی یا تمھارے دل کی باتیں تھیں وہ؟"روشانے کا لہجہ عجیب سا ہو رہا تھا۔

"تم جانتی ہو روشانے کہ میں نے کبھی بھی کسی بھی مقابلے کو جیتنے کیلئے کبھی جھوٹ نہیں بولا، میں نے ہمیشہ وہی کہا ہے جو میرے دل میں ہوتا ہے۔"

"میں ہمیشہ کی نہیں، آج کی بات کر رہی ہوں۔روشانے کا لہجہ کافی سخت تھا۔"زرکانے کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ روشانے کو کس بات پر اتنا غصہ ہے۔

"آج بھی میں نے اپنے دل کی ہی بات لکھی اور کہی ہے۔"

"واہ زرکانے مختار واہ!اِس کا مطلب تم یہ کہنا چاہ رہی ہو کہ دانش نے جو بھی کیا اُس میں ساری غلطی امّاں کی ہے۔"

"!روشانے"

"پلیز زرکانے۔تمہارے سوچنے کا جو انداز ہے نا وہ مردوں پر جچتا ہے، عورتوں پر نہیں۔تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ۔۔۔"

"چپ ہو جاؤ روشانے!"بات پوری کرنے سے پہلے ہی وحیدہ بیگم نے اُسے ٹوک دیا۔

"زرکانے کچھ غلط نہیں کہہ رہی۔اس کا کہنا صحیح ہے کہ میں نے دانش کی پرورش غلط کی تھی۔میں نے تم دونوں کو محرم، نا محرم کے سارے اصول

ازبر کروادئے تھے مگر میں نے کبھی دانش کو یہ نہیں سکھایا کہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی جو کہ ایکدوسرے کیلئے نامحرم ہوں، کا تنہائی میں ملنا غلط ہے۔۔۔میں نے کبھی اُسے یہ نہیں بتایا کہ جب ایک لڑکا اور ایک لڑکی جو کہ آپس میں کسی محرم رشتے سے نہ جڑیں ہوں اور تنہائی میں ایکدوسرے سے ملیں، چاہے وہ تنہائی پارک کا کوئی گوشہ ہو، ہوٹل کا کوئی کمرہ یا پھر دیر رات فون کی تنہائی ہو، تو دونوں کے درمیان تیسرا فرد شیطان ہوتا ہے۔۔۔میں نے کبھی اُسے یہ نہیں بتایا کہ مرد کا وجود اُسی عورت سے ہے جسے وہ حقیر سمجھتا ہے۔۔۔میں نے کبھی اُس سے یہ کہا ہی نہیں کہ دانش یہ یاد رکھو کہ کوئی نہیں مگر اللہ دیکھ رہا ہے، اُسے کبھی یہ کہہ کر تنبیہ نہیں کی کہ کل کو اُس اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے، جوابدہ ہونا ہے۔"زرکا نے حیرت و مسرت سے ماں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تو ہمیشہ یہی سکھایا تھا کہ تم مرد ہو۔ وہ مرد جس سے صحیح غلط کا حساب نہیں لیا جاتا۔ میں نے اُسے یہ سکھایا تھا کہ مرد عورت پر حاکم اور عورت محکوم ہوتی ہے۔ میں نے کبھی بھی اُسے عورت کی عزت کرنا سکھایا ہی نہیں۔ میں نے اُسے یہ سکھایا تھا کہ مرد کا کوئی بھی فعل والدین کی عزت میں کوئی فرق نہیں پیدا کرتا۔۔۔ مگر میں غلط تھی، دیکھو میرے گھر کی عزت تو ایک مرد نیلام کر گیا، جبکہ میری اِس بیٹی نے تو اپنے ماں باپ کی عزت کو آسمان کی اونچائیوں تک پہنچا دیا۔"

"امّی۔۔"زرکا نے ماں کے گلے لگ کر رو دی۔ وحیدہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، انھوں نے ہاتھ بڑھا کر روشانے کو بھی اپنے سینے سے لگا لیا۔

آہم آہم۔۔۔۔ثوبیہ دروازہ میں ایستادہ یہ جذباتی منظر دیکھ رہی تھی۔

"بالکل ہی جنگلی ہو تم"۔۔۔زرکا نے ماں سے الگ ہوئی۔

"تھینک یو۔"ثوبیہ نے جھکتے ہوئے گویا شکریہ ادا کیا۔"رزلٹ کا اعلان ہونے والا ہے، چلیں آنٹی؟"



"اور ہماری اِس سال کی کوئین ہے۔۔۔"مس زرکا نے مختار بخت۔

اینکر کے اِس اعلان پر ہال پھر ایک بار تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اُٹھا۔ زرکا نے اِسٹیج پر آ گئی، چیف گیسٹ نے اُسے کراؤن اور بیلٹ پہنایا۔ زرکا نے کی آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے، مگر یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے۔ خوشی اِس بات کی کہ آج اُس کی ماں اُس سے راضی ہو گئی تھی، مطلب اُس کا خدا اُس سے راضی ہو گیا تھا، اُس کی روٹھی جنّت اُسے مل گئی تھی۔

زرکا نے مائک پہ آ گئی۔۔"تھینک یو سوچ، کہ آپ نے مجھے اِس قابل سمجھا۔ میں اپنی یہ کامیابی اپنی والدہ کے نام کرنا چاہتی ہوں۔"زرکا نے کی آواز میں آنسو کی نمی اتر آئی، اُس کا گلا رندھ گیا، وہ مائک کے سامنے سے ہٹ گئی۔

"میم! ہمیں بہت خوشی ہو گی اگر آپ یہاں آ کر ہمیں زرکانے کے بارے میں کچھ بتائیں اور زرکانے کی اِس کامیابی پر اپنی رائے کا اظہار کریں۔"

اینکر وحیدہ بیگم کو اسٹیج پر بلا رہی تھی۔ زرکانے سٹپٹا گئی، مگر ثوبیہ انھیں اسٹیج پہ لے آئی۔

"اسلام علیکم۔ مجھے زرکانے کی کامیابی پر بہت فخر محسوس ہو رہا ہے۔ زرکانے نے کبھی بھی اپنے والدیا مجھے شرمندہ نہیں کیا، وہ جہاں بھی گئی اُس نے ہمارا نام روشن کیا ہے۔ زرکانے بچپن ہی سے ہمیشہ مقابلوں میں حصہ لیتی اور جیتتی آئی ہے، مگر یہ پہلا موقع ہے جب میں اُس کا کوئی مقابلہ دیکھنے آئی ہوں۔" زرکانے روتے روتے مسکرا دی۔

"مجھ سے ایک بار میرے بیٹے نے پوچھا تھا کہ امّی، اگر آپ کو آبِ حیات کی ایک بوند مل جائے تو آپ کیا کریں گی۔ اُس وقت میں نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ اگر آج یہاں ہوتا تو میں اُسے یہ بتاتی کہ میں وہ ایک بوند آبِ حیات اپنی اِس بیٹی کو پلاؤں گی۔" وحیدہ بیگم کی بات ختم ہوتے ہی پورا ہال تالیوں اور سیٹیوں کے شور سے بھر گیا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر زرکانے کو گلے لگایا۔

زرکانے جانتی تھی کہ آج کے بعد اُسے کسی سے یہ نہیں کہنا پڑے گا کہ۔۔۔ "خوش تو پتا نہیں، مگر میں مطمئن ضرور ہوں۔" وہ جانتی تھی کہ آج کے بعد وہ خوش رہا کرے گی، کہ اُس کی ماں کی دعائیں اُس کے ساتھ ہوں گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆